Www.kashmirulyoum.com.pk

کشمیری عوام کی امنگوں کا ترجمان

راولپنڈی

کشمیر الیوم

ماہنامہ

(رجسٹرڈ)

جلد نمبر 20، شمارہ نمبر 6، جنوری 2023ء جمادی الثانی / رجب ۱۴۴۴ھ

مجلس مشاورت

متین فکری

عرفان صدیقی — حامد میر

سرور منیر راؤ — رُباب عائشہ — عاصم قدیر رانا

اس شمارے میں

اداریہ	کیا ہیں ان کے منصوبے؟	چیف ایڈیٹر کے قلم سے	3
گرداب	کشمیر کشمکش کا محور بن رہا ہے!	سید عارف بہار	4
اظہار خیال	5 جنوری!!!	غلام اللہ کیانی	6
سالانہ رپورٹ	2022ء اعداد و شمار کے آئینے میں	عزام فاروقی	8
شخصیات	تعلیمات مسیح ابن مریم علیہما السلام	ڈاکٹر ساجد خاکوانی	10
آئینہ	اقوام متحدہ کا کردار!!	محمد احسان مہر	13
گوشہء اسلام	مسیح الدجال	ڈاکٹر عبدالرؤف	14
فکر و نظر	قیادت کا امتحان	عادل وانی	17
فکر و دانش	دو ملکوں میں منقسم	نعیمہ احمد مہجور	18
نقش و خیال	محمد علی جناحؒ	شہزاد منیر احمد	20
تحقیق	انصاف	عروج آزاد	23
ماں	پیاری امی جان	ام عبداللہ ہاشمی	24
متفرقات	دلچسپ خبریں	مانیٹرنگ ڈیسک	25
شخصیات	پرندوں کی دنیا!	صائمہ صبرین	28
طنز و مزاح	ادھورا شعر	زبیر اختر	29
کشمیر کے شب و روز	معرکے۔۔۔	ہمایوں قیصر	31

ماہنامہ کشمیر الیوم میں شائع ہر کالم، کالم نگار کی ذاتی آراء پر مبنی ہوتا ہے، جس سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں (چیف ایڈیٹر)

مدیرِ اعلیٰ : شیخ محمد امین

مدیر : فاروق احمد

نمائندگان

شمالی پنجاب : ارشد ایوب

آزاد جموں و کشمیر : غازی محمد اعظم

سرینگر : سید مزمل حسین سہروردی

جموں : وجے کمار رینا

لداخ : جعفر حسین علوی

لندن : انوار الحق

نیویارک : فائزہ نذیر

ڈیزائننگ : شیخ ابو حماد

کمپوزنگ :

مینجر فائنانس / سرکولیشن : شبیر یوسف

معاون سرکولیشن : طارق احمد

انچارج شعبہ اشتہارات : راجہ محمد شفیق

ویب انچارج : ڈاکٹر بلال احمد

پبلشر : خواجہ محمد شہباز

مقام اشاعت : D-1005، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی

مطبع : والضحیٰ پرنٹرز، قیصر پلازہ، صدر، راولپنڈی

Regd. No. 885

Mails. B/NPR-234

قیمت 40 روپے، سالانہ زرتعاون 400 روپے

خط و کتابت اور رابطہ کیلئے: دفتر ماہنامہ "کشمیر الیوم" NA/300-A نیو ملپور ڈبل روڈ راولپنڈی Kashmirulyoum2014@gmail.com, 051-4934369

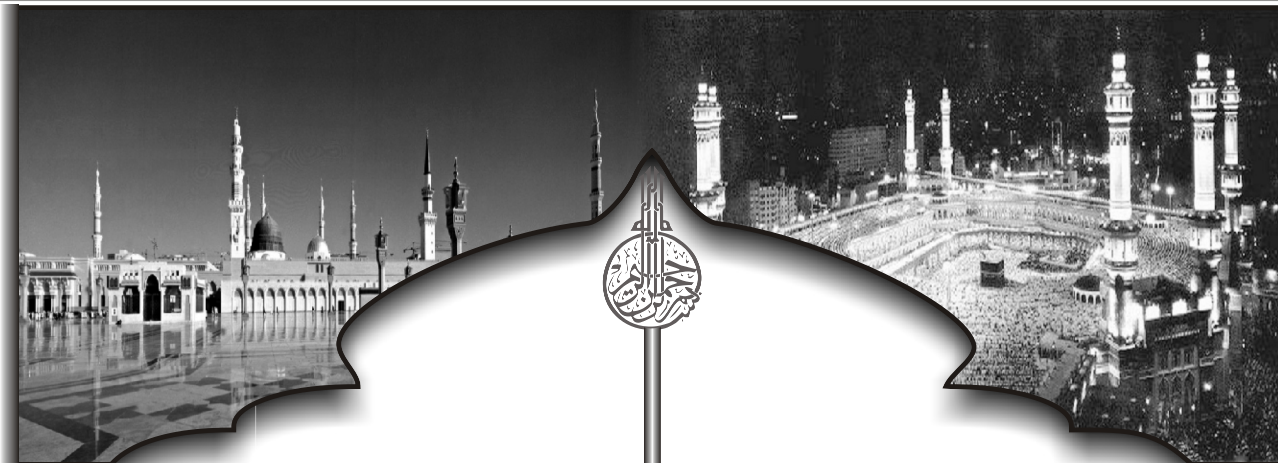

القرآن

اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے!!!

حکم ہوا ''اے زمین، اپنا سارا پانی نِگل جا اور اے آسمان، رک جا''۔ چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ گیا، فیصلہ چکا دیا گیا، کشتی جودی پر ٹِک گئی، اور کہہ دیا گیا کہ دور ہوئی ظالموں کی قوم! نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا۔ کہا ''اے ربّ، میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا اور بہتر حاکم ہے''۔ جواب میں ارشاد ہوا ''اے نوحؑ، وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے، وہ تو ایک بگڑا ہوا کام ہے، لہٰذا تو اس بات کی مجھ سے درخواست نہ کر جس کی حقیقت تو نہیں جانتا، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنا لے''۔ نوح نے فوراً عرض کیا اے میرے ربّ، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں۔ اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ فرمایا تو میں برباد ہو جاؤں گا''۔ حکم ہو' اے نوح '' اتر جا، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں تجھ پر اور ان گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں، اور کچھ گروہ ایسے بھی ہیں جن کو ہم کچھ مدّت سامانِ زندگی بخشیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا''۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔ پس صبر کرو، انجام کار متقیوں ہی کے حق میں ہے۔ اور رعاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ اس نے کہا ''اے برادرانِ قوم، اللہ کی بندگی کرو، تمہارا کوئی خدا اس کے سوا نہیں ہے۔ تم نے محض جھوٹ گھڑ رکھے ہیں۔ اے برادرانِ قوم، اس کام پر میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا، میرا اجر تو اس کے ذمّہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، کیا تم عقل سے ذرا کام نہیں لیتے؟ اور اے میری قوم کے لوگو، اپنے رب سے معافی چاہو، پھر اس کی طرف پلٹو، وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا اور تمہاری موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کرے گا۔ مجرموں کی طرح منہ نہ پھیرو''۔

سورہ ہود آیت نمبر 44 تا 52 تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

الحدیث

گناہوں میں سب سے بڑا گناہ!!!

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں''۔ ہم نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔'' اور آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''سنو! اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔'' چنانچہ آپ برابر یہ بات دہراتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے کہا: کاش! آپ خاموشی اختیار فرمالیں۔

(بخاری)

فائدہ: اس سے واضح ہے کہ جھوٹی گواہی کتنا بڑا جرم ہے۔ لیکن بدقسمتی سے نام نہاد مسلمانوں میں دیگر کبیرہ گناہوں کی طرح اس کا ارتکاب بھی عام ہے۔

اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل!!!

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص استغفار کی پابندی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بتا دیتا اور ہر غم سے اسے نجات عطا کرتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

(ابوداود)

فوائد و مسائل: توبہ و استغفار سے بندے کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے، اس لیے یہ بہت پسندیدہ عمل ہے۔ اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو گناہ کر کے اس پر اڑتے نہیں ہیں بلکہ توبہ و استغفار کا اہتمام کرتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہیں۔

کیا ہیں ان کے منصوبے؟

سال 2022 گزر گیا۔2023 کا آغاز ہوا۔ پوری ریاست جموں وکشمیر حسب معمول بھارتی ظلم و جبر کے سائے میں ہی دن گذارتی رہی اورنہیں معلوم کہ کب تک آلام وآزمائش کا یہ دور چلتا رہے گا۔ ویسے کوئی گھر اور کوئی خاندان ایسا نظر نہیں آئیگا جو قابض فورسز کے ظلم وستم سے محفوظ رہا ہو۔ دنیا خاموش ہے ایک تماشائی کا کردار ادا کررہی ہے۔ایک سکوت ہے اوراس سکوت سے فائدہ اٹھاکر بھارتی قابض حکمران ہرممکنہ فائدہ اٹھاکر، ریاست کے باشندوں پرظلم و جبر کا بازار گرم کرکے رکھے ہوئے ہیں۔ نہ صرف ان کی عزت وعصمت پر حملہ آور ہورہے ہیں بلکہ ان کے اکثریتی کردار کواقلیت میں بدلنے کی کوششیں بھی کررہے ہیں۔لاکھوں کنال زرعی، باغاتی، جنگلاتی زمین فوج کی تحویل میں تھی ہی اب2019ء سے مزید زرعی زمین اور جنگلاتی زمین کودفاع کے نام پر قبضے میں لیا جارہا ہے۔اطلاعات کے مطابق پانچ ملین بھارتی شہریوں کوریاست کی سٹیٹ سبجیکٹ جاری کی جاچکی ہیں اورمزید جاری کرنے کے فرمان جاری ہورہے ہیں، ہراہم منصب پرغیر ریاستی افسرتعینات ہےاس لئے بلاکسی رکاوٹ کے وہ سب کچھ کیا جارہا ہے جوفلسطین میں صیہونی کررہے ہیں۔کشمیریوں کوڈرانے دھمکانے کیلئے 10 لاکھ سے زائدفوجیوں، انتظامیہ، پارلیمنٹ، تحقیقاتی اداروں، خفیہ ایجنسیوں، فرقہ پرست میڈیا اورمتعصب عدلیہ کواستعمال کیا جارہا ہے۔ ماورائے عدالت قتل، تشدد، املاک کونذرآتش کرنا، بلاجواز گرفتاری اورخواتین کی بےحرمتی جیسے بدترین بھارتی مظالم جاری ہیں جماعت اسلامی کے فلاحی اداروں اور امام سید علی گیلانیؒ کے گھر اور دیگر کشمیری مسلمانوں کے مکانات اورزمینوں کوضبط کرنے کا سلسلہ دراصل بھارتی شدت پسند قیادت کا مقبوضہ ریاست کے اکثریتی کردارکوختم کرنے کی ایک منظّم کوشش ہے۔

ہرروز بھارتی افواج کشمیریوں کوقتل کرتی ہےاور جواز یہ دیتی ہے کہ یہ لوگ دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ ہزاروں نوجوانوں کوپکڑکرعقوبت خانوں میں لیا جاتا ہےاور وہاں اُن پر بےانتہا تشدد کیا جاتا ہے جیلیں بھری ہوئی ہیں۔مردوزن، خوردوکلاں۔۔۔رہنما وکارکن۔۔کوئی امتیاز نہیں۔۔یہ سلسلہ 2021 میں بھی جاری تھا اور 2022 میں بھی جاری رہا۔کشمیرمیڈیا سنٹر کے اعداد شمار کے مطابق'' بھارتی خفیہ ایجنسی این آئی اےاور بھارتی فوج نے مشترکہ طور محاصروں اورتلاشی کی کارروائیوں کے دوران اس سال۔۔2022 میں660عام شہریوں کوگرفتارکرکے ان پرمظاہروں کومنظّم کرنے، بھارتی پولیس وفوج پرپتھراؤ کرنے اورشہداء کے جنازوں میں شرکت کرنے اوراس موقعہ پراسلام اوآزادی کے حق میں اور بھارت مخالف نعرے لگانے کے الزامات عائد کرکے انہیں کشمیراورکشمیر سے باہر کی جیلوں کی زینت بنادیا۔ان گرفتارشدگان میں بزرگ اور جوان وبچے بھی شامل ہیں۔ بھارتی فوج نے گن پاؤڈر چھڑک کر، مارٹر گولوں کی شیلنگ سےاورآگ لگا کر29 مکانوں کوتباہ کرکےاربوں روپے کی مالیت کا عوام کونقصان پہنچایا۔سرچ آپریشنز کے دوران جان بوجھ کرعوام پراندھا دھند فائرنگ کرکے 277 شہریوں کوشہید کردیا گیا جبکہ فائرنگ اورشیلنگ کرکے 122 شہری زخمی کیئے گئے۔اس سال وادی کے مختلف علاقوں سے49لاشیں برآمد کرلی گئیں جن میں متعدد لاشیں گولیوں سے چھلنی ہوچکی تھیں''۔ان کے قاتلوں کو نامعلوم بندوق برداروں کے کھاتے میں ڈال کر، اپنی انا کوتسکین پہنچانے کی کوشش کی گئی۔حالانکہ یہ حقیقت چوری چھپی نھیں ہے کہ یہ سرکاری بندوق بردار ہوتے ہیں اورانہیں مکمل حکومتی آشیرواد ہوتی ہے۔ اس گھمبیر اورانسانیت سوز صورت حال پر عالمی طاقتوں اوراداروں کی جانبدارانہ اورمجرمانہ خاموشی بہت ہی تکلیف دہ اورقابل افسوس ہے۔ملت مظلومہ کشمیرکی اس تباہ کن صورتحال میں یہ ارباب اقتدار پاکستان کی آئینی اوراخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اقتدار کی موجودہ رسہ کشی سے ذرا فراغت پاکراس جنت ارضی کوآخری تباہی سے بچانے کی فکر کریں جس کوآج تک شہ رگ کہتے کہتے چلے آرہے ہیں۔کشمیریوں کی نسل کشی اورزمین وجائیداد سے جابرانہ بےدخلی روکنے کے لیے بھرپور سفارتی مہم جوئی کے ذریعے عالمی ضمیر کو بیدار کرنے، اداروں کومتحرک اورقوانین کوبروئے کار لانے کی فوری ضرورت ہے۔ ورنہ ایسی صورتحال کے ہوتے ہوئے اس خطے میں ایک معمولی چنگاری بھی خرمن امن کوآگ لگاسکتی ہے اورجس کے نہ صرف اس خطے بلکہ پورے عالمی امن پرمنفی اثرات پڑسکتے ہیں۔

☆☆☆

کشمیر، چین بھارت کشمکش کا محور بن رہا ہے؟

چین اور بھارت کے درمیان لائن آف ایکچوئل کنٹرول پوری طرح گرم ہوتی جارہی ہے

یوں کشمیر ہی پاکستان اور بھارت کی طرح بھارت اور چین کے درمیان کشمکش اور مخاصمت کا محور بن کررہ گیا ہے

عارف بہار

منقسم جموں وکشمیر کی سرحد۔۔خطے کی تین ایٹمی طاقتوں کے درمیان خطرے کی لکیر بن کررہ گئی ہے۔پاکستان اور بھارت کے درمیان کنٹرول لائن پر ایک ایسا سکوت طاری ہے جس کی تہہ میں اب بھی غیر یقینی موجود ہے۔بظاہر اس سکوت کی وجہ دونوں ملکوں کے مقامی فوجی کمانڈروں کے درمیان جنگ بندی کے پرانے معاہدے کی تجدید ہے۔کنٹرول لائن پر اس سکوت کی حدوہیں پر ختم ہوتی ہے جہاں سے چین بھارت لائن آف ایکچوئل کنٹرول کا آغاز ہوتا ہے۔چین اور بھارت کے درمیان لائن آف ایکچوئل کنٹرول پوری طرح گرم ہوتی جارہی ہے۔یوں کشمیر ہی پاکستان اور بھارت کی طرح بھارت اور چین کے درمیان کشمکش اور مخاصمت کا محور بن کررہ گیا ہے۔چین کے ساتھ مخاصمت بھارت میں عسکری بھونچال کا باعث توتھی سیاسی بحران کی بنیاد بھی بنتی جارہی ہے۔یہ کشمکش جس کا ایک مظاہرہ سات نومبر کو توانگ سیکٹر میں پیپلز لبریشن آرمی کی طرف سے بھارتی فوجیوں کی بننے والی دُرگت ہے۔یہ کشیدگی کے نئے دور کا آغاز تھا۔دونوں ملکوں کی فوجوں کے درمیان کشیدگی کی پہلی لہر اس وقت اُٹھی تھی جب کشمیر کی خصوصی شناخت کے خاتمے کے بعد چین نے لداخ میں پنگانگ جھیل اور گلوان وادی میں پیش قدمی کی تھی جس کے بعد دونوں میں ایک خونیں تصادم ہوا تھا۔جس میں بھارت کے بیس اور چین کے چار فوجی مارے گئے تھے۔بھارت نے چین کو اپنی پوزیشنوں پر واپس جانے بھیجنے کے لئے منت سماجت سے بھی کام لیا اور آنکھیں دکھانے کی روش بھی اپنائی اور یوں مذاکرات کے پندرہ دور گزر گئے مگر نتیجہ وہی نکلا ڈھاک کے تین پات۔کشیدگی کے دوسرے دور کا آغاز اروناچل پردیش کے توانگ سیکٹر میں چین اور بھارت کی فوجوں کے درمیان ہاتھ پائی دھینگا مُشتی سے ہوا اور اب یہ لہر ختم ہونے کی بجائے آگے ہی بڑھ رہی ہے۔چین بھارت کشیدگی کے عسکری بحران کا نتیجہ یہ ہے کہ چین لائن آف ایکچوئل کنٹرول پر اپنی فوجی قوت کو بڑھا رہا ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق چین نے تبت کے اہم ہوائی اڈوں لڑاکا جہاز کھڑے کردیئے ہیں

> چین کے ساتھ مخاصمت بھارت میں عسکری بھونچال کا باعث توتھی سیاسی بحران کی بنیاد بھی بنتی جارہی ہے۔یہ کشمکش جس کا ایک مظاہرہ سات نومبر کو توانگ سیکٹر میں پیپلز لبریشن آرمی کی طرف سے بھارتی فوجیوں کی بننے والی دُرگت ہے۔یہ کشیدگی کے نئے دور کا آغاز تھا۔دونوں ملکوں کی فوجوں کے درمیان کشیدگی کی پہلی لہر اس وقت اُٹھی تھی جب کشمیر کی خصوصی شناخت کے خاتمے کے بعد چین نے لداخ میں پنگانگ جھیل اور گلوان وادی میں پیش قدمی کی تھی جس کے بعد دونوں میں ایک خونیں تصادم ہوا تھا

جن میں ڈرونز بھی شامل ہیں۔سیٹلائٹ سے حاصل کی گئی تصاویر کے مطابق ان جہازوں اور ڈرونز کا رخ ہندوستان کے شمال مشرق کی سمت ہے۔یہ تصاویر اس وقت حاصل کی گئی ہیں جب توانگ سیکٹر میں پیدا ہونے والی کشیدگی کے بعد بھارتی فضائیہ نے سرحدوں پر چوکسی کے نظام کو بڑھا دیا ہے۔یہ کشیدگی اس سطح پر پہنچ چکی ہے کہ گزشتہ چند ہفتوں میں ہندوستان کی فضائیہ نے بھی کم ازکم دومواقع پر اپنے طیاروں کی اُڑانیں بھری تھیں۔یہ اُڑانیں چینی جہاز کی طرف سے بھارتی فضائی حدود کی خلاف ورزی کی اطلاع ملنے پر بھری گئی تھیں۔چین کے ہنگڈا ائربیس کی تصاویر بتاتی ہیں کہ وہاں جدید ڈبلیو زیڈ سیون ڈریگن ڈرون کو بھی تعینات کیا گیا ہے۔اس ڈرون کو 2021 میں منظر عام پر لایا گیا تھا۔یہ مسلسل دس گھنٹے تک پرواز کرسکتا ہے۔اس ڈرون کا مقصد اطلاعات جمع کرنا اور جاسوس کرنا ہے۔ہندوستان کے پاس اس طرح کا

بھارت میں یہ سوچ اُبھرنے لگی ہے کہ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے لئے شیر بننے والے مودی چین کے مقابلے میں بکری بن رہے ہیں۔اس سے مودی کی مصنوعی شبیہ چھپن انچ سینہ اور لال آنکھ وغیرہ بکھرتی جارہی ہے۔اپوزیشن کو مودی کا امیج تباہ کرنے کے لئے چین کی کشیدگی کی صورت میں ایک نادر موقع مل گیا ہے۔وہ جم کر اس موقع سے فائدہ اُٹھا رہی ہے۔اس طرح چین کے ساتھ کشیدگی بھارت میں عسکری کے ساتھ ساتھ سیاسی بحران کی بنیاد بھی رکھنے کا باعث بن رہی ہے

ڈرون نہیں۔بھارتی ذرائع کا کہنا ہے کہ چین اقصائے چین کے علاقے میں ان ڈرونز کا استعمال کررہا ہے۔ان تصاویر میں فضائی اڈے پر دو فلینگر فائٹر جیٹس کو بھی دیکھا گیا ہے۔یوں چین کے ساتھ کشیدگی نے بھارت کے عسکری خطرات میں اضافہ کیا ہے۔چین کی ان سرگرمیوں سے ہندوستان میں ایک سیاسی بحران بھی جنم لے رہا ہے۔منقسم اپوزیشن مودی حکومت کی چین پالیسی پر تابڑ توڑ حملے کررہی ہے۔اس طرح اپوزیشن کا ایک مودی مخالف محاذ سا غیراعلانیہ طور پر بن رہا ہے۔لوک سبھا میں اس اتحاد اور محاذ کے خدوخال اس وقت اُبھرے جب اپوزیشن نے چین کی سرگرمیوں کو پارلیمنٹ میں زیر بحث لانے کا مطالبہ کیا جس کی اجازت نہ ملنے پر اپوزیشن کی تمام جماعتوں نے واک آوٹ کیا۔اس سے پہلے کانگریسی لیڈر راہول گاندھی نے کہا تھا کہ لائن آف ایکچوئل کنٹرول پر چین ہمارے فوجیوں کی پٹائی کررہا ہے مگر حکومت اپوزیشن کو کچھ بتانے کو تیار نہیں۔ان کا کہنا تھا کہ چین ہماری زمین پر قبضہ کررہا ہے اس پر ہم بحث نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔اس کے جواب میں وزیرخارجہ ایس جے شنکر نے کہا کہ فوجی جوانوں کے لئے پٹائی کے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں یہ توہین آمیز ہیں۔اسی طرح مسلمان راہنما اور رکن لوک سبھا اسدالدین اویسی نے مودی پر طنز کرتے ہوئے کہا مودی اپنی لال آنکھ چین کو کب دکھائیں گے۔ان کا کہنا تھا کہ اگر بقول مودی ہندوستان کی سرزمین میں کوئی نہیں گھسا تو پھر مذاکرات کے پندرہ دور کیوں ہوئے۔یوں چین کے ساتھ کشیدگی اور اس میں چین کا اتھاریٹرین انداز مودی کے مصنوعی آہنی مجسمے کو شکست وریخت کا شکار بنا رہا ہے۔بھارت میں یہ سوچ اُبھرنے لگی ہے

کہ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے لئے شیر بننے والے مودی چین کے مقابلے میں بکری بن رہے ہیں۔اس سے مودی کی مصنوعی شبیہ چھپن انچ سینہ اور لال آنکھ وغیرہ بکھرتی جارہی ہے۔اپوزیشن کو مودی کا امیج تباہ کرنے کے لئے چین کی کشیدگی کی صورت میں ایک نادر موقع مل گیا ہے۔وہ جم کر اس موقع سے فائدہ اُٹھا رہی ہے۔اس طرح چین کے ساتھ کشیدگی بھارت میں عسکری کے ساتھ ساتھ سیاسی بحران کی بنیاد بھی رکھنے کا باعث بن رہی ہے۔امریکہ سمیت مغرب کی پوری کوشش ہے کہ اس بحران میں پاکستان کو کودنے کا موقع نہ مل سکے۔وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان بھلے سے بھارت سے کشیدگی بڑھائے مگر بھارت کے بارے میں پاکستان کا غصہ چین کی ناراضی باہم ملنے نہ پائیں۔اسی لئے امریکہ اس وقت ایک بار پھر پاکستان کو چین اور بھارت کی کشمکش میں فریق بننے سے روکنے کی کوشش کررہا ہے۔پاکستان سے حالیہ رابطوں کا مقصد پاکستان کو انگیج رکھ کر اسے چین کے ساتھ ہاتھ ملانے اور چین بھارت کشیدگی میں کسی تیسرے فریق کے طور پر کودنے سے روکنا ہے۔ ☆☆☆

جناب سید عارف بہار آزادکشمیر کے معروف صحافی دانشور اور مصنف ہیں۔کئی پاکستانی اخبارات اور عالمی شہرت یافتہ جرائد میں لکھتے ہیں۔تحریک آزادی کشمیر کی ترجمانی کا الحمدللہ پورا حق ادا کررہے ہیں۔کشمیرالیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلامعاوضہ لکھتے ہیں

کشمیریوں کا تسلیم شدہ حق خودارادیت

غلام اللہ کیانی

5 جنوری1949 کواقوام متحدہ نے ایک قرارداد منظور کی ۔ جس میں جموں کشمیر میں اقوام متحدہ کی زیرنگرانی غیر جانبدارانہ اورشفاف رائے شماری کرانے کا کہا گیا۔لیکن بھارت کشمیر میں نام نہاد الیکشن کو ہی رائے شماری کے متبادل کے طور پر پیش کرتا رہا ہے۔ 5جنوری1949 کی قراداد اقوام متحدہ کے کمیشن برائے پاکستان اور بھارت نے منظور کی۔کمیشن امریکہ کی سربراہی میں تشکیل دیا گیا ۔جس کے ارکان میں ارجنٹائن، بیلجیئم ،کولمبیا اورچیکوسلواکیہ شامل تھے۔کمیشن نے پاکستان اور بھارت کی جانب سے کشمیر میں رائے شماری کرانے کے اصول اورطریقہ کار تسلیم کرنے کے بعد ہی سلامتی کونسل میں قرارداد پیش کی۔قرارداد کے تحت ریاست کے الحاق کا فیصلہ آزادانہ اورغیر جانبدارانہ رائے شماری کے جمہوری طریقے سے ہوگا۔اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کمیشن کی رضامندی سے رائے شماری ایڈمنسٹریٹر نامزد کریں گے۔ جو بین الاقوامی شہرت یافتہ اور قابل اعتماد شخصیت ہوگی ،اسے رسمی طور پر جموں وکشمیر گورنمنٹ رائے شماری ایڈمنسٹریٹر کے طور پر تعینات کرے گی۔بھارت نے 23دسمبر 1948اور پاکستان نے25دسمبر1948 کواقوام متحدہ کے کمیشن کو لکھے گئے اپنے مکاتیب میں رائے شماری کے طریقہ کار کوتسلیم کیا۔بھارت اور پاکستان کی جانب سے تحریری طور پرتسلیم شدہ اصول جن کی اقوام متحدہ نے توثیق کی، کا خلاصہ ذیل میں ہے۔

1۔ریاست جموں وکشمیر کے پاکستان یا بھارت سے الحاق کے سوال کا فیصلہ آزادانہ اورغیر جانبدارانہ رائے شماری کے جمہوری طریقے سے ہو گا۔ 2۔رائے شماری، یو این کمیشن کے 13اگست1948 کی قرارداد کے پہلے اور دوسرے حصہ کے تحت انتظامات مکمل ہونے پر ہو گی۔ 3۔اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کمیشن کی رضامندی سے رائے شماری کرانے کے لئے ایڈمنسٹریٹر نامزد کریں گے۔ 4۔ رائے شماری ایڈمنسٹریٹر جموں وکشمیر کی حکومت سے وہ تمام اختیارات حاصل کریں گے جو آزادانہ اورغیر جانبدارانہ رائے شماری کے لئے موزون ہوں گے۔5۔رائے شماری ایڈمنسٹریٹراپنے معاونین اورمبصرین کے تقرر کا اختیار ہوگا۔6۔جموں وکشمیر سے تمام بیرونی عناصر کا انخلاء کیا جائے گا۔ 7۔جموں وکشمیر کے مہاجرین کو واپس گھروں کو آنے کی آزادی ہو گی۔8۔تمام قیدیوں کو رہا کیا جائے گا۔9۔اقلیتوں کو تحفظ دیا جائے گا۔

اقوام متحدہ کے کمیشن برائے پاکستان و بھارت نے قرارداد میں پاکستان اور بھارت کے مابین جنگ بندی کرنے ،جنگ بندی کی نگرانی کے لئے اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین کی تعیناتی اور مسلہ کشمیر کشمیریوں کی مرضی کے مطابق حل کرنے کی بات کی۔ 5جنوری1949 کی قرارداد میں پاکستانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کے اقوام متحدہ کو مکتوب کے بعد رائے شماری کو پاکستان اور بھارت سے الحاق تک محدود کر دیا گیا۔جبکہ جموں وکشمیر کے عوام غیر محدود وغیر مشروط رائے شماری کا مطالبہ کر رہے تھے۔یہی وجہ ہے کہ قوم پرست جماعتیں یوم حق خودارادیت کو احتجاج کے طور پر مناتی ہیں۔تاہم 5جنوری1949 کی قرارداد سے کشمیریوں کی اکثریت اتفاق کرتی ہے۔

13اگست1948 کی قرارداد کی روشنی میں آج بھی اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین جنگ بندی لائن پر دونوں ممالک کے سیز فائر کی نگرانی کر رہے ہیں۔بھارت کی کوشش ہے کہ یہ فوجی مبصرین واپس چلے جائیں۔بھارتی حکمرانوں نے اس سلسلے میں اسلام آباد کو بار ہا سبز باغ دکھائے۔معاشی اور سیاسی رعایتیں دینے کا جھانسہ دیا،دوستی کی باتیں کیں،وفود کے تبادلے کئے، بیک چینل ڈپلومیسی کا سہارا لیا،لیکن بات نہ بنی۔ بھارت چاہتا ہے کہ امریکہ اور مغربی ممالک کے تعاون سے سلامتی کونسل کے زریعے فوجی مبصرین واپس چلے جائیں۔اس نے پہلے سرحدوں کو گرم کر کیا پھر زور جنگ بندی لائن، ورکنگ باؤنڈری پر ڈالا۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 19 دسمبر 2019 کو پاکستان کی سپانسر شپ میں ایک قرارداد منظور کی ،جس میں مظلوم کشمیری عوام کے بھارتی قبضے سے آزادی کے لئے حق خودارادیت کی جدوجہد کو ازسرنو جائز قرار دیا گیا۔اتفاق رائے سے منظور کی جانے والی اس قرارداد،جس میں دنیا کے81 ممالک نے تعاون کیا، نے ان ممالک سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی غیر ملکی فوجی مداخلت اور بیرونی ممالک اور علاقوں پر قبضے کے ساتھ ساتھ جبر، امتیازی سلوک اور بدتمیزی کی کارروائیوں کو بھی فوری طور پر ختم کریں۔قرارداد کی منظوری کے بعد اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب اور دیگر سفارتکاتوں نے اسے بڑی کامیابی قرار دیا۔حق خودارادیت سے متعلق اقوام متحدہ کے چارٹر کے باب اول کا آرٹیکل 1 (2) عالمی ادارہ کے مقصد اور اصولوں کا اجمالی خاکہ پیش کرتا ہے۔اس میں ان الفاظ میں خودارادیت کے حق کا مقصد بیان کیا گیا ہے” مساوی حقوق اور لوگوں کے حق خودارادیت کے اصول پر، اور عالمی امن کو مستحکم کرنے ،دوسرے مناسب اقدامات اٹھانے کے لئے ،احترام کی بنیاد پراقوام کے مابین دوستانہ تعلقات استوار کئے جائیں‘‘۔اس بنیاد پر ہر کسی کو حق خودارادیت حاصل ہے۔ اس کے تحت لوگ اپنے سیاسی سٹیٹس کا آزادانہ تعین کر سکتے ہیں، آزادی سے اپنی معاشی، سماجی اور ثقافتی ترقی پر توجہ دے سکتے ہیں۔بین الاقوامی عدالت انصاف نے نامیبیا، مغربی سہارا، مشرقی تیمور سے متعلق اسی اصول کو اپنایا۔مگر کشمیریوں کے حق خودارادیت کو تسلیم کرنے کے لئے بھارت پر دباؤ نہ ڈالا جا سکا۔اس لئے پاک بھارت دو طرفہ بات چیت اور معاہدے ناکام ہوجانے کے بعد پاکستان یو این چارٹر کے آرٹیکل103 پر توجہ دے۔

آج ایک بار پھر یوم حق خودارادیت منایا جا رہا ہے۔نریندر مودی کی سرپرستی میں بی جے پی بھارت کو ہندو راشٹریہ بنانے کے ایجنڈے پر گامزن ہے۔کشمیری طلباء، ملازمین، کاروباری افراد کا ہی نہیں بلکہ اب شہریت قانون میں ترمیم کی آڑ میں بھارت میں مسلمانوں کا جینا حرام کیا گیا ہے۔عوام کا حق خودارادیت جدید بین الاقوامی قانون کا ایک بنیادی اصول ہے۔اس پر ملک محمد اشرف نے زبردست تبصرہ کیا۔خود

ارادیت کا نظریہ قوم پرستی کے نظریہ کی ایک ضمنی پیداوار کے طور پر تیار ہوا۔ اس نے فرانسیسی اور امریکی انقلابات میں کردار ادا کیا۔ اتحادیوں نے پہلی جنگ عظیم میں امن کے مقصد کے طور پر خودارادیت کو قبول کیا۔ امریکی صدر ووڈرو ولسن نے اپنی چودہ نکات میں امن کے لئے ضروری شرائط کے طور پر جنگ کے بعد کی دنیا کے لئے خودارادیت کو ایک اہم مقصد قرار دیا۔ پرانی آسٹریا ہنگری اور عثمانی سلطنتوں اور روس کے سابق بالٹک علاقوں کو متعدد نئی ریاستوں میں تقسیم کیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد غلام اور محکوم لوگوں میں خود مختاری کا فروغ اقوام متحدہ کے اہم اہداف میں شامل ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کے پیشرو، لیگ آف نیشنز نے بھی اس اصول کو تسلیم کیا۔ اس مقصد کے پیش نظر، اقوام متحدہ نے دنیا بھر میں، خاص طور پر فلسطین اور کشمیر کے تنازعات کے تناظر میں کئی قراردادیں منظور کیں۔ 1970 میں منظور کی گئی قرارداد 2649 نہ صرف محکوم لوگوں کے حق خودارادیت کو تسلیم کرتی ہے بلکہ متعلقہ لوگوں کے حق خود ارادیت کے حصول کے لئے کسی بھی طریقے کو اپنانے کا اعادہ کرتی ہے۔ پاکستان 1981 سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں حق خودارادیت کے بارے میں قرارداد پیش کر رہا ہے جس کی ہمیشہ حمایت کی جا رہی ہے۔ پھر اقوام متحدہ کی 193 رکنی کمیٹی نے بغیر کسی ووٹ کے، 81 ممالک کے تعاون سے ایک پاکستانی قرارداد منظور کی۔ جس کا آغاز پر ذکر کیا گیا۔ مقبوضہ کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ درحقیقت عالمی برادری اور اقوام متحدہ کی طرف سے کشمیری عوام کی حالت زار پر لاتعلقی کا نتیجہ ہے، جو انڈیا کو اپنے حق خودارادیت کے انکار کے ساتھ قتل و غارت کو جاری رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مودی کی فاشسٹ سرکار نے مقبوضہ کشمیر میں جو کچھ کیا وہ عالمی برادری اور اقوام متحدہ کے ضمیر کے منافی ہے۔ یہ درست ہے کہ کشمیر کے بارے میں بھارتی مؤقف کی کوئی اخلاقی یا قانونی بنیاد نہیں ہے۔ انڈیا کے قانون آزادی کے مطابق، شاہی ریاستوں کے حکمرانوں کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ آزادانہ طور پر بھارت یا پاکستان کے ساتھ الحاق کریں یا آزاد رہیں۔ تاہم، ان کو مشورہ دیا گیا تھا کہ فیصلہ کرتے وقت جغرافیائی قربت اور آبادیاتی حقائق کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ کشمیر کے معاملے میں، ان دونوں عناصر کی نفی کی گئی۔ بھارت میں شمولیت کے اپنے حکمرانوں کی ترغیب کے خلاف کشمیریوں کی بغاوت اور اس کے نتیجے میں بھارت اور پاکستان کے مابین جنگ مضبوط گواہی ہے کہ کشمیری عوام کیا چاہتے تھے۔ کشمیر پاکستان سے ملحق تھا اور اس کی آبادی کی اکثریت بھی مسلمان تھی۔ اس کے پاکستان کے ساتھ ثقافتی اور تاریخی روابط تھے اور ہری سنگھ کے نام نہاد الحاق کرنے سے پہلے ہی یہ صدیوں تک مسلم حکمرانی میں رہا تھا۔ کشمیر سے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادوں کے حوالے سے یہ بتانا مناسب ہے کہ کشمیر میں بھارتی لشکرکشی کے بعد دونوں ممالک کے مابین شروع ہونے والی جنگ کے نتیجے میں، انڈیا نے ہی اس مسلہ کو اقوام متحدہ میں لیا۔ اقوام متحدہ نے ایسی 23 قراردادیں منظور کیں، جن میں 13 اگست 1948 اور 5 جنوری 1949 کی یونیسپ کی دو قراردادیں بھی شامل تھیں، ان میں اقوام متحدہ کے زیر اہتمام کشمیر میں ریفرنڈم کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ الحاق کے متنازعہ آلے اور تقسیم کی منصوبہ بندی کی طرح، اقوام متحدہ کی قراردادوں نے بھی لوگوں کے حق خودارادیت کے عمل کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے حق کو پوری طرح سے تسلیم کیا۔ مقبوضہ کشمیر میں قتل و غارت گری کا تسلسل، وادی میں ایک مکمل لاک ڈاؤن نے کشمیری عوام کی زندگیاں اجیرن بنا دی ہیں، اور پاکستان کے ساتھ مستقل طور پر معاندانہ رویئے نے پورے خطے کی امن وسلامتی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔

اقوام متحدہ نے اپنی قراردادوں 91 اور 122 کے ذریعے بھی بھارتی موقف کی تردید کی کہ مسئلہ کشمیر کو مقبوضہ کشمیر کی آئین ساز اسمبلی کے ذریعہ حل کر دیا گیا۔ ان قراردادوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ الحاق کے سوال کو اس موضوع کے بارے میں اقوام متحدہ کی قراردادوں میں شامل حل کے بغیر کسی بھی طرح سے حل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کشمیر پر بھارت کے دعوے حقائق کے منافی ہیں اور ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ پاکستان اور بھارت دونوں ایک ساتھ 2013 کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے غیر مستقل ممبر رہے۔ بھارت سلامتی کونسل کی مستقل رکنیت کے لئے سرگرم لابی میں مصروف ہے۔ افغانستان میں امریکہ اور نیٹو کو شکست ہو چکی ہے۔ جس کا ذمہ دار پاکستان کو ٹھہرایا جا رہا ہے۔ دنیا افغانستان میں بھارت کو بڑا کردار دے کر اسے اس خطے کا چوکیدار بنا رہی ہے۔ افغان فورسز اور پرائیویٹ ملیشیا کو بھارت تربیت دے رہا ہے۔ افغانوں کو ڈیورنڈ لائن توڑنے پر تیار کیا جا رہا ہے۔ عمران خان حکومت کرپشن کے خاتمے کے کھوکھلے نعروں اور نیب زدہ بن چکی ہے کہ معاشی معاملات میں پھنس کر اس کی دنیا کے تیزی سے بدلتے سنگین حالات پر شاید بہت کم توجہ ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سیاستدانوں کو ایک دوسرے کا تختہ الٹنے اور اقتدار کے حصول کی زیادہ فکر ہے۔ اس صورتحال میں کشمیری عوام کا یوم حق خودارادیت منانا دلچسپ ہے۔ الحاق پاکستان کے حامیوں کے لئے اس کو منانے کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ گئی ہے کہ بھارت اشتعال پر اتر آیا ہے۔ جنگ پر اکسا رہا ہے۔ پاکستان میں مشاورت یا کسی اجلاس کی کارروائی یا پارلیمنٹ میں بحث یا منظوری یا پارلیمنٹ کی کشمیر کمیٹی کی تشکیل نو کی کارروائی میں مسلہ کشمیر پر بحث کی کسی کو فرصت نہیں۔ جبکہ اس پر بحث کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو یہ عمران خان حکومت کی مجبوریوں اور کمزوریوں کے ساتھ ساتھ حماقتوں کو آشکار کرے گا۔ ماضی کی حکومتوں اور اسٹیبلشمنٹ کو گمان تھا کہ ان کا وقت ملک کے لئے سنجیدہ فیصلوں کا تقاضا نہیں کرتا۔ مگر انھوں نے کشمیر کو عالمی تنازعہ کے خانے سے اٹھا کر پاک بھارت مسائل میں ڈال کر بڑی غفلت کی۔ کشمیر کو انٹرنیشنل مسئلے سے دوطرفہ بنا دیا۔ جب کہ کشمیر اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر اب بھی ہے۔ اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین اب بھی بھارت کی مخالفت کے باوجود جموں وکشمیر کی جنگ بندی لائن کی نگرانی کر رہے ہیں۔ 5 جنوری کو یوم حق خودارادیت منانے کا بھی ایک یہی تقاضا ہے کہ یوم حق خودارادیت کے پس منظر اور پیش منظر کو سمجھتے ہوئے دنیا میں مدلل سفارتی کوششیں تیز کی جائیں۔

☆☆☆

غلام اللہ کیانی معروف کشمیری صحافی، دانشور اور کالم نگار ہیں۔ کشمیرالیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلامعاوضہ لکھتے ہیں۔

2022ء۔۔۔ایک اور خونی برسات کا سال گذر گیا!!!

عزام فاروقی

مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارتی فوج کے ظلم وجبر کے پچھتر سال مکمل ہوچکے ہیں۔ان پچھتر برسوں کے اندر کشمیر کی سرمین پر لہو کی چادر پھیلی تو پھیلتی ہی چلی گئی۔ بھارتی قابض فوج نے 7 دہائیوں سے زائد عرصے میں مقبوضہ علاقے میں انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔اتنے طویل عرصے میں بھارت کی درندہ صفت فوج نے چنگیز اور ہلاکو خان کو پیچھے چھوڑ کر کشمیری قوم کو خاک وخون میں نہلاتے ہوئے پانچ لاکھ سے زائد کشمیریوں کو شہید کیا۔صرف گذشتہ تینتیس برسوں میں یعنی جنوری 1989 سے اب تک 97 ہزار کے قریب کشمیریوں کو شہید کیا ۔ ان شہادتوں کے نتیجے میں 22 ہزار خواتین بیوہ اور 1 لاکھ 7 ہزار بچے یتیم ہوئے۔11 ہزار عفت مآب خواتین کی آبروریزی کی گئی اور 1 لاکھ 10 ہزار رہائشی مکانات کو راکھ کا ڈھیر بنادیا، جنگلات اور سیب کے باغات کاٹ کر عوام کو کھربوں روپے کا نقصان پہنچایا گیا۔عوام پر اندھا دھند فائرنگ اور پیلٹ کی برسات کے نتیجے میں پیلٹ چھروں سے ہزاروں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں زخمی ہوئیں جن میں سے دوسوافراد آنکھوں کی بینائی سے محروم ہوگئے،اس کے علاوہ 19 ماہ کی حبہ جان، دس سالہ آصف احمد شیخ، سولہ سالہ عاقب ظہور، سترہ سالہ الفت حمید، سترہ سالہ بلال احمد بٹ، انشاء مشتاق، انیس سالہ طارق احمد گوجری اور انیس سالہ فیضان اشرف تانترے سمیت درجنوں لڑکے لڑکیاں بینائی سے مکمل محروم ہوئیں۔نو لاکھ قابض وجابر بھارتی فوج کے سامنے کشمیری قوم اسلام وآزادی اور اپنے جائز حق، حق خودارادیت کے لیے پچھتر سال سے جس ہمت، جرأت اور استقامت کے ساتھ چٹان کی طرح کھڑی رہی آج بھی ہمالیائی عزم کے ساتھ کھڑی ہے۔کشمیری قوم کی ماؤں نے ہزاروں ایسے جگر گوشوں کو جنم دیا جو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح دشمن کے ساتھ لڑتے رہے اور لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں قربان ہوئے ۔اس سال بھی جموں وکشمیر کی مقامی تنظیم حزب المجاہدین کے قافلہ سخت جان مجاہدین نے دشمن پر کاری ضربیں لگائیں، حزب المجاہدین کے شاہین صفت مجاہدین کی ہیبت دشمن پر آج بھی طاری ہے، اس تنظیم کی طاقت کا اعتراف دشمن بھی کرچکا ہے۔آج بھی اس قافلہ سخت جان سے وابستہ مجاہدین نو لاکھ بھارتی فوج کے خلاف کم وسائل اور سامان حرب وضرب نہ ہونے کے باوجود برسرپیکار ہیں۔سال 2022ء کے دوران مٹھی بھر مجاہدین نے صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے تحریک آزادی کی آبیاری کے لیے کی ایک بڑی طاقت کی دشمن فوج کے ساتھ لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔اس سال مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان سو سے زائد خونین معرکے ہوئے ۔ ان معرکوں میں 193 مجاہدین نے ہتھیار ڈالنے کے بجائے دشمن کے سامنے سرینڈر کی پیش کش کو ٹھکرایا اور اپنی گردنیں کٹوانے میں فخر سمجھا، اپنا گرم گرم لہو تحریک آزادی کشمیر کی آبیاری کے لیے نچھاور کیا۔ان شہداء نے اپنا عہد نبھا کر اپنے خون کو پانچ لاکھ شہداء کے لہو کے ساتھ اپنا لہو شامل کردیا۔ان شہداء میں حزب المجاہدین سے وابستہ مجاہد کمانڈر منصور الاسلام، ڈاکٹر نوید احمد راتھر اور نثار احمد کھانڈے سمیت درجنوں مجاہدین شامل ہیں جنہوں نے اپنے خون کے آخری قطرے تک دشمن کا مقابلہ کیا اور داد شجاعت دیتے ہوئے ایک سنہری تاریخ رقم کرگئے۔سال 2022ء کے دوران مجاہدین اور بھارتی فوج کے مابین جھڑپوں کے دوران مجاہدین کی کاری ضربوں سے چھ آفیسروں سمیت 57 بھارتی فوجی ہلاک ہوگئے

اس سال مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان سو سے زائد خونین معرکے ہوئے ان معرکوں میں 193 مجاہدین نے ہتھیار ڈالنے کے بجائے دشمن کے سامنے سرینڈر کی پیش کش کو ٹھکرایا اور اپنی گردنیں کٹوانے میں فخر سمجھا، اپنا گرم گرم لہو تحریک آزادی کشمیر کی آبیاری کے لیے نچھاور کیا۔ان شہداء نے اپنا عہد نبھا کر اپنے خون کو پانچ لاکھ شہداء کے لہو کے ساتھ اپنا لہو شامل کردیا۔ان شہداء میں حزب المجاہدین سے وابستہ مجاہد کمانڈر منصور الاسلام، ڈاکٹر نوید احمد سمیت درجنوں مجاہدین شامل ہیں جنہوں نے اپنے خون کے آخری قطرے تک دشمن کا مقابلہ کیا اور داد شجاعت دیتے ہوئے ایک سنہری تاریخ رقم کرگئے۔سال 2022ء کے دوران مجاہدین اور بھارتی فوج کے مابین جھڑپوں کے دوران مجاہدین کی کاری ضربوں سے چھ آفیسروں سمیت 57 بھارتی فوجی ہلاک ہوگئے جبکہ 135 فوجی اہلکار زخمی ہوگئے جن میں ایک میجر سمیت کئی آفیسر شامل ہیں

جبکہ 135 فوجی اہلکار زخمی ہوگئے جن میں ایک میجر سمیت کئی آفیسر شامل ہیں۔روز بہ روز بھارتی فوج پر ذہنی دباؤ بڑھ رہا ہے، بھارتی فوج اور ان پر براجمان آفیسران میں تلخیاں عروج پر ہیں، بھارتی فوجی اپنے آفیسروں کا حکم ماننے سے انکار کرتے ہیں اور خودکشی کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں جس وجہ سے بھارتی فوج میں خودکشیوں کا رجحان بڑھ رہا ہے ۔اس سال 34 بھارتی فوجیوں نے اپنی ہی سروس رائفلوں سے خود پر فائرنگ کرکے خودکشیاں کیں اور اپنی زندگیوں کا خاتمہ کردیا جبکہ بہت

اس سال 34 بھارتی فوجیوں نے اپنی ہی سروس رائفلوں سے خود پر فائرنگ کر کے خودکشیاں کیں اور اپنی زندگیوں کا خاتمہ کر دیا جبکہ بہت سارے بھارتی فوجی خودکشی کی کوشش کرنے کے دوران گولی لگنے سے شدید زخمی ہو گئے۔ یہ خودکشیاں اس بات کی غماز ہے کہ بھارتی فوج نفساتی طور پر کتنی مفلوج ہوچکی ہے۔صرف 2007 سے لے کر اب تک 557 بھارتی فوج کے اہلکار ہیں جنہوں نے کشمیر میں خودکشی کی ہے۔

سارے بھارتی فوجی خودکشی کی کوشش کرنے کے دوران گولی لگنے سے شدید زخمی ہوگئے۔ یہ خودکشیاں اس بات کی غماز ہے کہ بھارتی فوج نفساتی طور پر کتنی مفلوج ہوچکی ہے۔صرف 2007 سے لے کر اب تک 557 بھارتی فوج کے اہلکار ہیں جنہوں نے کشمیر میں خودکشی کی ہے۔اس سال کے دوران مجاہدین نے بھارتی فوج کے خلاف اسلحہ چھیننے کی کئی کوششیں کیں جن میں کئی ہتھیار مجاہدین کو بطور مال غنیمت میں حاصل ہوئے۔ بھارتی فوج نے جعلی مقابلوں اور حراست کے دوران رواں سال کے دوران کل جماعتی حریت کانفرنس کے رہنما الطاف احمد شاہ سمیت اٹھارہ کشمیریوں کو شہید کیا ہے۔ بھارتی خفیہ ایجنسی این آئی اے اور بھارتی فوج نے مشترکہ طور محاصروں اور تلاشی کی کارروائیوں کے دوران اس سال 357 عام شہریوں کو گرفتار کرکے ان پر مظاہروں کو منظم کرنے، بھارتی پولیس وفوج پر پتھراؤ کرنے اور شہداء کے جنازوں میں شرکت کرنے اور اس موقعہ پر اسلام اور آزادی کے حق میں اور بھارت مخالف نعرے لگانے کے الزامات عائد کر کے انہیں کشمیر اور کشمیر سے باہر کی جیلوں کی زینت بنا دیا۔ ان گرفتار شدگان میں بزرگ اور جوان و بچے بھی شامل ہیں۔ بڑی تعداد میں حریت کارکنوں کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر کے کشمیر اور بھارت کی جیلوں میں سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا بھارتی فوج و پولیس نے محاصروں کے دوران اور چھاپے مار کر نوجوانوں پر مجاہدین کے ساتھ کام کرنے کے بے بنیاد الزامات لگا کر 284 نوجوانوں کو گرفتار کر لیا۔ بھارتی فوج نے معرکوں کے دوران گن پاؤڈر چھڑک کر، مارٹر گولوں کی شیلنگ سے اور آگ لگا کر ایک مسجد سمیت 28 مکانوں کو خاکستر کیا۔ بھارتی فوج نے سرچ آپریشنز کے دوران جان بوجھ کر عوام پر اندھا دھند فائرنگ اور شیلنگ کر کے 122 شہری زخمی کئے۔اس سال وادی کے مختلف علاقوں سے 49 لاشیں برآمد کر لی گئیں جن میں متعدد لاشیں گولیوں سے چھلنی ہو چکی تھیں۔اس سال آٹھ نوجوان لاپتہ ہوگئے ہیں جن کے بارے میں کوئی واقفیت نہیں ہے کہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ان سنگین حالات کے باوجود مظلوم و مجبور کشمیری قوم دشمن کے سامنے اللہ کے بھروسے پر آزادی کی جدوجہد کو جاری رکھی ہوئی ہے اس کے لئے فقید المثال قربانیاں دی چکی ہے اور دے رہی ہے۔ پچھتر سال سے بالعموم اور گذشتہ چار برسوں سے بالخصوص بھارت نے کشمیر میں خوفناک حالات پیدا کر رکھے ہیں وہ یہاں نئے قانون لاکر ہندو ریاست بنانے پر تلا ہوا ہے مگر وہ اپنے مذموم مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہوگا اور شہدائے کشمیر کی یہ قربانیاں ایک دن ضرور آزادی کی عظیم نعمت کے لیے بار آور ثابت ہوں گی۔ان شاءاللہ

☆☆☆

سالانہ رپورٹ 2022ء

مجاہدین شہید دوران جھڑپ	193
بھارتی فوجی ہلاک دوران جھڑپ	57
بھارتی فوجی زخمی دوران جھڑپ	135
بھارتی فوجی ہلاک دوران خودکشی	34
بھارتی پولیس گاڑیاں تباہ دوران تصادم	02
بھارتی فوج کے ہاتھوں جھڑپوں کے دوران مکانات تباہ	28
بھارتی فوج کے فائرنگ سے عام شہری شہید	18
بھارتی فوج کی فائرنگ وشیلنگ سے عام شہری زخمی	122
لاپتہ افراد کی تعداد	08
بھارتی فوج و پولیس کے ہاتھوں عام شہری گرفتار	357
لاشیں برآمد	49
مجاہدین کے ساتھ کام کرنے کے الزام میں نوجوان گرفتار	284

تعلیمات مسیح ابن مریم علیہا السلام

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

''مسلمان ہوں، یہودی ہوں، مسیحی ہوں یا صابی ہوں جو کوئی بھی اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے اجر انکے رب کے پاس محفوظ ہیں اور ان پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی اداسی وغم''۔قرآن مجید کی سورہ بقرہ کی اس باسٹھ نمبر آیت میں اللہ تعالی نے یہ واضح کیا ہے کہ اللہ تعالی کی رحمت پر کسی مذہب والوں کی اجارہ داری و ٹھیکیداری نہیں ،کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا اگر اپنا عقیدہ وعمل درست کر لے تو اس کے لیے اللہ تعالی کی رحمت کے دروازے کھلے ہیں۔اور ظاہر ہے کہ عقیدہ وعمل کی درستگی صرف انبیاء علیھم السلام کی تعلیمات سے ہی ممکن ہے۔اسی طرح سورہ المائدہ میں ایک مقام پر قرآن مجید نے فرمایا ترجمہ:''مسلمان ہوں یا یہودی یا صابی یا عیسائی ،جو بھی اللہ تعالی اور روز آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا بے شک اس کے لیے نہ کسی خوف کا مقام ہے اور نہ ہی رنج کا''۔﴿69:5﴾''

حضرت عیسی علیہ السلام بنی اسرائیل میں اللہ تعالی کے آخری نبی تھے۔انکی نانی اماں حضرت حنہ بنت فاقود جو حضرت عمران کی زوجہ محترمہ تھیں قرآن مجید نے سورۃ آل عمران میں انکا تفصیلی ذکر کیا ہے۔انکے ہاں اولاد نہیں تھی،اس بزرگ خاتون نے منت مانی کی اگر ان کے ہاں بچہ ہوا تو وہ اسے ساری عمر کے لیے بیت المقدس میں اعتکاف بٹھا دیں گی۔بنی اسرائیل کی شریعت میں یہ عمل جائز تھا جبکہ شریعت محمدی ﷺ میں اسکی اجازت نہیں اور یہ عمل منسوخ ہوگیا ہے۔ساری عمر اعتکاف میں بیٹھنے والے عبادت گزار حضرات صرف معبد میں مراسم عبودیت بجالاتے تھے اور ان کی جملہ ضروریات معاشرہ کے ذمہ ہوتی تھیں،گویا شریعت موسوی میں یہ فرض کفایہ کی ایک شکل تھی۔اس طرح کی منت کے بعد عموماً بیٹا پیدا ہوا کرتا تھا لیکن حضرت عمران کے ہاں بیٹی پیدا ہوگئی۔انہوں نے اسکا نام مریم رکھا اور بڑی ہونے پر بیت المقدس کے ایک کونے میں اعتکاف کے لیے بھیج دیا۔بیت المقدس میں مرد لوگ ہی اعتکاف کیا کرتے تھے اور جب ایک خاتون بھی وہاں اسی مقصد کے لیے داخل ہوگئیں تو متولیوں کے درمیان اس لڑکی کی سرپرستی کے لیے نزاع پیدا ہوئی۔اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قرعہ اندازی ہوئی کہ کون اس نو وارد خاتون کی ذمہ داریاں پوری کرے گا۔قرعہ فال حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا جو اللہ تعالی کے برگزیدہ نبی ہونے کے علاوہ رشتہ میں حضرت مریم علیہا السلام کے خالو بھی لگتے تھے۔یہ صبح شام بی بی پاک مریم علیہا السلام کے پاس آتے اور انکی جملہ ضروریات پوری کرتے اور حیرانی سے دیکھتے کہ انکے پاس بے موسے پھل دھرے ہیں۔استفسار پر وہ بتاتیں کہ اللہ تعالی انہیں کھلاتا پلاتا ہے۔حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں اولاد نہیں تھی،انہوں نے دعا کی کہ اگر اس بیٹی کو بے موسے پھل مل سکتے ہیں تو مجھے بھی تو اس پیرانہ سالی میں بے موسمی اولاد مل سکتی ہے۔چنانچہ اللہ تعالی نے انہیں حضرت یحی علیہ السلام جیسا بیٹا عطا کیا۔اللہ تعالی نے یہ سارا واقعہ ''سورہ آل عمران'' میں نقل کیا ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت جبریل مریم علیہ السلام نے خوشخبری دی کہ انکے ہاں ایک بیٹا ہوگا،بی بی پاک مریم علیہا السلام نے پوچھا ایسا کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ مجھے تو کسی مرد نے چھوا بھی نہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ تعالی جیسا چاہتا ہے ویسا ہی کرتا ہے۔انہیں اندازہ تھا کہ بن باپ کے بیٹا پیدا کرنے سے معاشرے میں کتنا بڑا طوفان اٹھ کھڑا ہوگا،خاص طور پر جب کہ اس معاشرے کی زمام علم یہودی علماء کے ہاتھوں ہو۔چنانچہ اس شرمندگی سے بچنے کے لیے انہوں نے فرمایا ترجمہ:''پھر زچگی کی تکلیف نے انہیں ایک درخت کے نیچے پہنچا دیا وہ کہنے لگیں کاش میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام ونشان نہ

حضرت عیسی علیہ السلام بنی اسرائیل میں اللہ تعالی کے آخری نبی تھے۔انکی نانی اماں حضرت حنہ بنت فاقود جو حضرت عمران کی زوجہ محترمہ تھیں قرآن مجید نے سورۃ آل عمران میں انکا تفصیلی ذکر کیا ہے۔انکے ہاں اولاد نہیں تھی،اس بزرگ خاتون نے منت مانی کی اگر ان کے ہاں بچہ ہوا تو وہ اسے ساری عمر کے لیے بیت المقدس میں اعتکاف بٹھا دیں گی۔بنی اسرائیل کی شریعت میں یہ عمل جائز تھا جبکہ شریعت محمدی ﷺ میں اسکی اجازت نہیں اور یہ عمل منسوخ ہوگیا ہے۔ساری عمر اعتکاف میں بیٹھنے والے عبادت گزار حضرات صرف معبد میں مراسم عبودیت بجالاتے تھے اور ان کی جملہ ضروریات معاشرہ کے ذمہ ہوتی تھیں،گویا شریعت موسوی میں یہ فرض کفایہ کی ایک شکل تھی۔اس طرح کی منت کے بعد عموماً بیٹا پیدا ہوا کرتا تھا لیکن حضرت عمران کے ہاں بیٹی پیدا ہوگئی۔انہوں نے اسکا نام مریم رکھا اور بڑی ہونے پر بیت المقدس کے ایک کونے میں اعتکاف کے لیے بھیج دیا

رہتا'' ﴿23:19﴾۔ بچے کی پیدائش کے لیے بی بی پاک مریم ساتھ کے گاؤں سدھار گئیں۔اس گاؤں کا نام ''ناصرہ'' تھاجہاں حضرت عیسی علیہ اسلام پیدا ہوئے۔ بائبل مقدس نے اسی گاؤں کی نسبت سے حضرت عیسی کو یسوع ناصری کہا ہے اور قرآن مجید نے بھی اسی گاؤں کی نسبت سے مسیحیوں کو نصاری کہا ہے۔حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش کے وقت بھی حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور محترمہ بی بی پاک کے سر کی طرف زمین پر اپنا پر مارا جس سے صحت بخش پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا جسے بی بی پاک نے نوش جان فرمایا اور ساتھ ہی حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اس درخت کو ہلایئے، کھجور کے درخت سے کھجوریں ٹپکیں تو زچگی وقت بی بی پاک صاحبہ نے وہ کھجوریں بھی تناول فرمائیں۔بی بی پاک مریم علیہا السلام نے پوچھا کہ کہ میں اپنی قوم کو کیا جواب دوں گی کہ یہ کس کا بچہ ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ اشارے سے کہنا کہ میں چپ کے روزے سے ہوں، کیونکہ شریعت موسوی میں چپ کا روزہ بھی ہوتا تھالیکن شریعت محمدی میں اس طرح کا روزہ منسوخ ہوگیا، پھر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ بچہ جواب دے گا۔ بی بی پاک صاحبہ نے پوچھا یہ بچہ کیا بولے گا؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے پھر پہلے والا جواب دیا کہ اللہ تعالی جیسا چاہتا ویسا ہی کرتا ہے۔

بی بی پاک مریم علیہا السلام جب بچہ اٹھائے بیت المقدس پہنچیں تو لوگوں نے کہا بی بی آپ تو نبیوں کے خاندان سے ہو یہ کیا پاپ کر آئی ہو؟ انہوں نے اشارے سے کہا کہ میں چپ کے روزے سے ہوں اور یہ بچہ جواب دے گا۔لوگ جیسے ہی بچے کی طرف متوجہ ہوئے تو پنگھوڑے میں موجود حضرت عیسی علیہ السلام بول اٹھے'' ترجمہ: ''پھر وہ اپنے بچے کو لیے اپنی قوم میں آئیں، لوگ کہنے لگے اے مریم یہ تو نے کیا پاپ کر ڈالا؟ اے حضرت ہارون علیہ السلام کی بہن تیرا باپ کوئی برا آدمی نہ تھا اور تیری ماں بھی کوئی بدکار عورت نہ تھی ، بی بی پاک مریم علیہا السلام نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا، لوگوں نے کہا ہم اس سے کہا بات کریں جو گہوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے، بچہ بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے، اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں ہوں، اور اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں، اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گار بنایا ہے اور مجھے سرکش و بدبخت نہیں کیا اور مجھ پر میری پیدائش کے دن اور میری موت کے دن اور جس دن کہ میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں ، سلام ہی سلام ہے، یہ ہیں حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام اور یہ ہے ان کے بارے میں سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں'' ﴿34:19﴾۔توحید کا درس حضرت عیسی علیہ السلام سمیت سب انبیاء کا اور کل آسمانی کتب کا اولین درس ہے۔قرآن نے بھی اہل کتاب سے یہی کہا کہ آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ تعالی کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے' ترجمہ: ''اے نبی ﷺ کہو اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ تعالی کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ تعالی کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے ، اگر وہ اس دعوت کو قبول کرنے سے منہ موڑ لیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلم ہیں''۔ کسی کو اللہ تعالی کا ساجھی قرار دینا، اسکا ہمسر قرار دینا، اس جیسا قرار دینا یا اسکی ذات کا حصہ یا اسکے اختیارات میں برابر کا قرار دینا، یا کسی کے بارے میں سمجھنا کہ وہ اللہ تعالی پر کوئی دباؤ یا زبردستی استعمال کرسکتا ہے سب توحید کے برخلاف ہے اور شرک میں داخل ہے۔اللہ تعالی نے کسی کو اپنا بیٹا قرار نہیں دیا کیونکہ بیٹا کمزوری ہوتا ہے اور اللہ تعالی ہر کمزوری سے پاک ہے۔اور یہی عقیدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمیت کل انبیاء علیہم السلام کا بھی تھا۔

انجیل مقدس کا آفاقی کلام آج بھی شرک سے پاک ہے۔ انجیل کے علاوہ بائبل میں جو انسانی کلام ہے اس میں لوگوں کی طرف سے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں وہ کچھ کہا گیا ہے جو تعلیمات انبیاء علیہم السلام کے بالکل خلاف ہے۔پوری بائبل میں حضرت عیسی علیہ السلام نے کہیں بھی خود کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں کہا۔ ہر نبی نے توحید کی تعلیم دی، ایک وقت تھا جب لوگ سونے چاندی اور پتھروں کے بنے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے وقت کے ساتھ ساتھ انسان نے نئے نئے خدا تراش لیے ہیں دولت، دنیا، اولاد، شہرت، مذہب، اقتدار، پیٹ کی خواہش اور پیٹ سے نیچے کی خواہش، رنگ، نسل، علاقہ ، زبان اور نہ جانے کتنے کتنے خدا ہیں جو ایک ایک انسان کے سینے میں براجمان ہیں اور دن رات وہ انکی پوجا میں مصروف ہے، حضرت عیسی علیہ السلام سمیت سب انبیا کی یہ تعلیمات ہیں کہ دنیا و آخرت میں صرف ایک خدا کا پجاری ہی نجات کا مستحق قرار پائے گا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بت خانے میں گھس کر تمام بتوں کو توڑ ڈالا تھا اسی طرح اپنے سینے میں موجود تمام بتوں کو توڑ کر صرف ایک خدا کا پجاری بننا ہی کل انبیاء کی تعلیمات کا اہم نکتہ ہے۔

پچیس سال کی عمر میں حضرت عیسی علیہ السلام پر نزول وحی کا آغاز ہوا اور انجیل جیسی شاندار کتاب ان پر نازل کی گئی۔آپ علیہ السلام کو بہت سے معجزے بھی عطا کیے گئے۔اللہ تعالی اپنے برگزیدہ انسانوں کو نبوت کے لیے منتخب کرتا اور انہیں اپنے دعوی نبوت کی صداقت کے لیے معجزات عطا کرتا تھا۔انبیاء علیہم السلام یہ معجزات بطور سند نبوت کے پیش کرتے تھے۔مداریوں، جادوگروں اور تماشبینوں کے کرتب اور نبیوں کی معجزات میں یہ فرق ہوتا تھا کہ انبیاء کے ہاتھوں سے خرق عادت معجزے کا صدور ہوتا اور وہ فرماتے کہ یہ اللہ تعالی کے حکم سے ہو رہا ہے جب کہ غیر انبیاء کہتے تھے کہ یہ ہم کر رہے ہیں۔بطور معجزہ آپ علیہ السلام مردے کو اللہ تعالی کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔روایات میں لکھا ہے کہ کسی قبر پر کھڑے ہو کر آپ علیہ السلام فرماتے''**قم باذن اللہ**'' کہ اللہ تعالی کے حکم سے اٹھ کر کھڑا ہو جا اور قبر میں موجود مردہ زندہ ہو جاتا۔کہا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے معجزے کے نتیجے میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی زندہ ہوا، اسے فوت ہوئے اگرچہ ہزاروں سال بیت چکے تھے لیکن اس نے کہا کہ

موت کی کڑواہٹ ابھی بھی میرے حلق میں موجود ہے۔آپ علیہ السلام کوڑھ کے مریض پر ہاتھ پھیرتے جاتے ، جہاں جہاں سے یہ مقدس ہاتھ گزرتا وہاں وہاں سے مریض کی جلد ایسے ہوجاتی کہ جیسے کوڑھ جیسا موذی مرض کبھی تھا ہی نہیں ۔پیدائشی اندھے کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک پھیرتے تو اللہ تعالی کے حکم سے اسے بینائی جیسی نعمت مل جاتی۔حضرت عیسی علیہ السلام مٹی سے پرندے بناتے اوران میں پھونک مارتے تو وہ اللہ تعالی کے حکم سے زندہ ہوکراڑنے لگتے۔لوگوں کے اسرار پر''مائدہ''نامی دسترخوان بھی آپ علیہ السلام کے معجزے کے نتیجے میں شروع ہواجس پر بعض اوقات ہزاروں لوگ ایک وقت میں کھانا کھاتے لیکن وہ کھانا کبھی بھی ختم نہ ہوتا۔اللہ تعالی کوآنے والے کل کے لیے بچانا پسند نہیں ہے ، کیونکہ یہ توکل علی اللہ کے خلاف ہے۔چنانچہ اللہ تعالی نے مائدہ کے جاری رہنے کے لیے حکم دیا تھا کہ اس کا کھانا بچا کر نہ رکھا جائے۔جب لوگ بچا بچا کر گھر لے جانے لگے تو اللہ تعالی نے''مائدہ''ختم کردیا۔آپ علیہ السلام لوگوں کو بتادیتے کہ کیا کھا کرآئے ہیں اور گھر میں کیا کیا غلہ رکھا دھرا ہے۔ان سب معجزات کے ساتھ آپ علیہ السلام لوگوں کو باور کراتے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کے حکم سے ہی ہے اوراس کائنات کا اول و آخر حکمران اللہ تعالی ہی ہے جو ہر طرح کے شرک سے پاک ہے۔حضرت عیسی علیہ السلام کے معجزوں میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ وہ قیامت سے پہلے ایک بار پھر اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔چنانچہ قرآن مجید کہتا ہے"﴿110:5﴾ ترجمہ:جب اللہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام سے کہے گا اے عیسی بن مریم علیھما السلام میری اس نعمت کو یاد کریں جو میں نے آپ پر اورآپ کی والدہ پر کی تھی، میں نے روح پاک سے آپ کی مدد کی،آپ گہوارے میں اور بڑھاپے میں لوگوں سے گفتگو کرتے تھے، میں نے آپ کو کتاب وحکمت اور توریت اور انجیل کی تعلیم دی،آپ مٹی کا پرندہ بنا کر پھونک مارتے اور وہ اللہ تعالی کے حکم سے اڑنے لگتا تھا،آپ مادرزاد اندھے اور کوڑھ کے مریض کو اللہ تعالی کے حکم سے شفایاب کردیتے تھے،اور میرے حکم سے مردوں کو نکالتے تھے،اور جب آپ یہ واضع نشانیاں لے کر بنی اسرائیل کے پاس آئے تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔''اس ساری آیت میں اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے معجزات گنوائے ہیں جن میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام بڑھاپے میں لوگوں سے بات کریں گے، حالانکہ بڑھاپے میں تو سب ہی لوگ باتیں کرتے ہیں۔لیکن چونکہ آپ علیہ السلام عہد جوانی میں آسمانوں کی طرف اٹھالیے گئے تھے اس لیے قرب قیامت میں واپس آئیں گے بڑھاپا پائیں گے اور لوگوں سے بات کریں گے تب یہ معجزہ بن جائے گا۔

علمائے بنی اسرائیل نے اس نوجوان نبی علیہ السلام کے خلاف اعلان بغاوت کیا کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام انکے گمراہ عقائداور سیاہ اعمال پرانہیں سرزنش کرتے تھےاور اصلاح احوال کے لیے انہیں تبلیغ کرتے تھے۔قرآن مجید نے یہودیوں پر جو الزامات لگائے ہیں ان میں سرفہرست انبیاء علیہم السلام کا قتل ہے۔چنانچہ یہودیوں کے ان علماء نے حسب سابق حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل پر اجماع کیا اور بادشاہ سے کہا ایک ڈاکو کو آزاد کردو اور حضرت عیسی علیہ السلام کو پھانسی دے دی جائے۔اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام کی عمر مبارک چالیس سال تھی جب آپ کے ایک مقدس ساتھی نے آپ کی جگہ پھانسی پر چڑھنا قبول کرلیا اور آپ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ اٹھالیا گیا

علمائے بنی اسرائیل نے اس نوجوان نبی علیہ السلام کے خلاف اعلان بغاوت کیا کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام انکے گمراہ عقائد اور سیاہ اعمال پر انہیں سرزنش کرتے تھے اور اصلاح احوال کے لیے انہیں تبلیغ کرتے تھے۔قرآن مجید نے یہودیوں پر جو الزامات لگائے ہیں ان میں سرفہرست انبیاء علیہم السلام کا قتل ہے۔چنانچہ یہودیوں کے ان علماء نے حسب سابق حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل پر اجماع کیا اور بادشاہ سے کہا ایک ڈاکو کو آزاد کردو اور حضرت عیسی علیہ السلام کو پھانسی دے دی جائے۔اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام کی عمر مبارک چالیس سال تھی جب آپ کے ایک مقدس ساتھی نے آپ کی جگہ پھانسی پر چڑھنا قبول کرلیا اور آپ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ اٹھا لیا گیا۔لوگوں نے اس مقدس ساتھی کو حضرت عیسی سمجھ کر پھانسی دے دی۔آسمانی کتب نے خبر دی ہے کہ قیامت کے نزدیک ایک بار پھر حضرت عیسی علیہ السلام دنیا میں امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے لیکن ان کی ذہنی عقلی اور روحانی سطح تو بہرحال ایک نبی کی ہی ہوگی، اس وقت جب زمین ظلم سے بھر چکی ہوگی۔روایات میں موجود ہے کہ وہ شریعت محمدی ﷺ نافذ کریں گے اور کم وبیش چالیس سالوں تک پوری دنیا میں حکومت کریں گے اور مدینہ منورہ میں حجرہ عائشہ رضی للہ عنھا کے اندر جہاں ایک قبر کی جگہ ہنوز خالی ہے اس انسان عظیم الشان کو دفنا دیا جائے گا کیونکہ ہر انسان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور صرف خداوند خدا ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔

☆☆☆

ڈاکٹر ساجد خاکوانی معروف دانشور اور استاد ہیں۔
کشمیرالیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں۔

عالمی امن کے لیے اقوام متحدہ کا کردار اور عالم اسلام کی ذمہ داری

اسلامی مما لک کو مغربی طاقتوں کے ساتھ جہاد اور دہشت گردی کی تعریف پر بین الاقوامی سطح پر مکالمے کی ضرورت ہے

امریکہ نے ماضی قریب میں سوویت یونین کے افغانستان پر قبضے کے دوران جہاد کے الفاظ اور کردار کو خوب استعمال کیا

جب امریکہ افغانستان میں اپنی طاقت کے پرخچے اڑتے دیکھ رہا تھا تو اس نے جہاد کو شدت پسندی سے جوڑ کر دہشت گردی کا لیبل چسپا کر دیا

محمد احسان مہر

اسلامی مما لک میں مغرب جمہوریت پسند کرتا ہے نہ آمریت اور بادشاہت، لیکن مغرب کے پیادے کے طور پر کام کرنے والا چاہے کسی قبیل سے ہو اس کے لیے راہیں کشادہ کر دی جاتی ہیں ،ایسے پیادوں کا اپنے مفادات کی خاطر بھر پور ساتھ دے کر آگے بڑھایا جاتا ہے اور مفادات پر آنچ آنے کی وجہ سے (رجیم چینج) جیسے کسی بھی فارمولے سے راستے سے ہٹایا بھی جا سکتا ہے، عربوں میں مصر کے صدر مرسی سمیت مسلم دنیا میں اس قسم کی بہت سی مثالیں موجود ہیں ،موجودہ حالات میں عالم اسلام مظلومیت ، بے بسی اور لاچاری کی حالت میں عالمی برادری سے اپنا حق مانگ رہا ہے،فلسطین اور کشمیر کے مسائل حل کرنے میں اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کے عالمی اداروں کی بے حسی اور عدم دلچسپی سے نالاں (مایوس) ہے۔ دنیا کو امن اور انصاف کا پیغام دینے والا مذہب اسلام ، اور اس کے ماننے والے آج خود دہشت گردی کا شکار ہیں ،آج عالم اسلام جن عالمی اداروں سے انصاف کی امید لگائے بیٹھا ہے،ان کے قیام کے مقاصد ہی اسلام کو تہہ تیغ کرنا ہے۔

اقوام متحدہ کے قیام کا بظاہر مقصد طاقتور مما لک کو کمزور مما لک میں مداخلت اور جاحیت سے روکنا تھا لیکن اقوام متحدہ کے بانی (طاقتور مما لک) نے دنیا کو 2 حصوں میں تقسیم کر کے اپنے مفادات کی بھٹی میں جھونک دیا جس سے مسلم مما لک خاص طور پر ان کا نشانہ بنے اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ اسلامی مما لک نے بھی اپنے دفاع اور مسائل کے حل کے لیے (او، آئی، سی) کے نام انگڑائی لی، جو طویل عرصہ گزرنے کے باوجود کانفرنس، برادر اسلامی مما لک میں وفود کے دورے، مذمتی بیانات اور فوٹو سیشن سے آگے کوئی بھی خاطر خواہ کردار ادا نہ کرسکی، چند دن پہلے بھی او، آئی، سی کے سیکرٹری جنرل حسین ابراہیم طہٰ (تفریح طبع) کے لیے پاکستان تشریف لائے اس دوران وہ آزاد کشمیر میں بھارتی گولہ باری سے متاثرہ علاقوں کے دورے پر گئے اور متاثرہ افراد کی مشکلات کا جائزہ بھی لیا،موصوف مقبوضہ جموں وکشمیر کے مسلمانوں کی حالت زار سے بخوبی واقف ہو گئے ہوں

> **موجودہ حالات میں عالم اسلام مظلومیت ، بے بسی اور لاچاری کی حالت میں عالمی برادری سے اپنا حق مانگ رہا ہے،فلسطین اور کشمیر کے مسائل حل کرنے میں اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کے عالمی اداروں کی بے حسی اور عدم دلچسپی سے نالاں (مایوس) ہے۔**

گے،اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ اسلامی مما لک میں ان مسائل کے حل کے لیے کس سوچ کو بیدار کرتے ہیں۔

امریکہ اور اس کے اتحادی مما لک (نیٹو اتحاد) نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی جھوٹ پر مبنی، من گھڑت اطلاعات کی بنیاد پر اسلامی مما لک کو روند ڈالا ، دوسری طرف اسی اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے منظور کردہ قرار دادیں جن پر عمل کرنے کا بھارت نے عالمی برادری سے وعدہ کیا ہے، اب ان پر عمل کرنے سے انکاری ہے، اور اقوام متحدہ بھارت پر دباؤ ڈالنے سے گریز کر رہا ہے، دلچسپ بات یہ ہے کہ بھارت 2 سال سے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے غیر مستقل رکن کی حیثیت سے کام کر رہا ہے اور ماہ دسمبر2022 میں سلامتی کونسل کی صدارت بھی اس کے پاس رہی، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اقوام متحدہ اور عالمی برادری کشمیر کا مسئلہ حل کرنے میں کتنی سنجیدہ ہے۔ فلسطین اور کشمیر کے معاملے میں عالم اسلام نے کتنا فعال کردار ادا کیا یہ بھی اسلامی مما لک کے ماضی کے اقدامات سے عیاں ہے ،مغربی طاقتوں نے دنیا کو تقسیم کر کے جو نظام حکومت دیا ہے وہ نظام اسلامی مما لک کو اسلام سے مزید دور لے جانے کا باعث بن رہا ہے ،فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (ایف،اے ،ٹی،ایف) کا قانون اور کردار سب کے سامنے ہے، کس طرح اس قانون کے تحت حق اور باطل ،ظالم اور مظلوم میں تفریق کئے بغیر مسلم مما لک کے ہاتھ پشت پر باندھ دیے گئے ، عالمی طاقتیں ایک طرف فلسطین اور کشمیریوں کا حق خود ارادیت کا حق تسلیم کرتی ہیں ،دوسری طرف وہ مسلم مما لک کو ان کی مدد سے ہاتھ کھینچنے پر بھی مجبور کرتی ہیں ،مغرب کا یہ دہرا معیار اور عالم اسلام کے حکمرانوں کی اسلامی احکامات سے صرف نظر،صاحب اقتدار اور عوام میں وسیع خلیج پیدا کرنے کا سبب بن رہی ہے، یہ اقتدار بادشاہت کی شکل میں ہو،جمہوریت یا آمریت کی شکل میں، کوئی بھی ملک اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، اسلامی مما لک کو مغربی طاقتوں کے ساتھ جہاد اور دہشت گردی کی تعریف پر بین الاقوامی سطح پر مکالمے کی ضرورت ہے۔ امریکہ نے ماضی قریب میں سوویت یونین کے افغانستان پر قبضے کے دوران جہاد کے الفاظ اور کردار کو خوب استعمال کیا، لیکن جب امریکہ افغانستان میں اپنی طاقت کے پرخچے اڑتے دیکھ رہا تھا تو اس نے جہاد کو شدت پسندی سے جوڑ کر دہشت گردی کا لیبل چسپا کر دیا ، عالمی امن کے نام نہاد ٹھیکداروں نے اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم کو عالمی امن تہہ وبالا کرنے اور عالم اسلام کو دیوار سے لگانے کے لیے استعمال کیا، اور اسلامی مما لک کے حکمران کسی ایجنڈے کے بغیر آگے بڑھتے رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج نصف سے زیادہ زمینی وسائل پر قابض 57 اسلامی مما لک کے حکمران دفاعی پوزیشن پر کھڑے نظر آ رہے ہیں۔ اللہ جس سے چاہے، جتنا چاہے اور جس طرح کا چاہے کام لینے پر قادر ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں اپنا ماضی یاد رکھنا چاہیے، ماضی تلخ ہو یا حسین، جیسا بھی ہو، بہر حال ماضی یاد رکھنے سے ہی نئی راہیں متعین کی جاسکتی ہیں۔

مسیح الدجال:

ڈاکٹرعبدالرؤف

دجال کون ہے؟

اسلام:

فتنہ دجال کے پھیلاؤ کے راستے میں دوسری بڑی مشکل

فطرت انسانی کے بعد دجالی شکنجے کو پھیلانے اوراس کی گرفت کو مضبوط کرنے کے راستے میں شیطان کے سامنے دوسری بڑی مشکل اسلام ہے۔اسلام وہی دین ہے جواس سے پہلے تمام انبیاء کرام لائے۔یہ دین صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں لے کر آئے بلکہ یہ وہی دین ہے جوحضرت نوح،حضرت موسیٰ،حضرت عیسیٰ لے کرآئے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے۔

شَرَعَ لَکُم مِّنَ الدِّیۡنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوۡحًاوَّ الَّذِیۡ اَوۡحَیۡنَا اِلَیۡکَ وَمَا وَصَّیۡنَا بِہٖۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَمُوۡسٰی وَعِیۡسٰۤی اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡہِ-کَبُرَ عَلَی الۡمُشۡرِکِیۡنَ مَا تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَیۡہِ-اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ (13)الشوریٰ

ترجمہ:

تمہارے لیے اسی دین کو بنایا گیا ہے جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیا تھا کہ وہ دین کو قائم کریں۔اورتم لوگ اس دین میں پھوٹ نہ ڈالو۔وہ دین مشرکوں پر بہت ہی بھاری ہے جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنے قرب کے لیے چن لیتا ہے۔اور ہر اس شخص کو اپنی راہ دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔سورہ الشوری آیت13

گویا یہی اسلام یہودیت کا بھی دین تھا اور عیسائیت کا بھی۔پھر یہ لوگ ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد اسلام کو چھوڑ کر الگ ہوئے اور تعصب کے خیموں میں جا گھسے۔لیکن یہ اسلام کی مبادیات اور طرز زندگی سے خوب واقف ہیں۔وہ جانتے ہیں کہ اسلام محض ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ایک دین ہے۔ایک مکمل طریق زندگی ہے۔جو اپنے ماننے والوں کو صرف عقائد ہی نہیں دیتا بلکہ چوبیس گھنٹے کی روزمرہ زندگی میں اعمال کے ذریعے مسلسل اپنی بنیاد سے جوڑے رکھتا ہے۔اس کی بنیادیں عقائد کے علاوہ ہمہ وقت کلام الٰہی،سنت نبوی،عمل پیہم اور تذکیر باہمی (یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) سے جڑی ہیں۔اور ان بنیادوں کو ہلانا کوئی آسان کام نہیں۔گویا شیطان کے دجالی فتنے کی سب سے بڑی جنگ مذہب سے ہے۔اس دجالی فتنے کے سامنے اگر کوئی چیز مضبوط ترین سد راہ بن سکتی ہے تو وہ مسلمان ہیں۔یادرہے کہ مسلمان دراصل اسلام نہیں۔مسلمان ایک مخصوص مذہب سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ہے۔جبکہ اسلام ایک طریق زندگی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات پر مشتمل ہے اگر مسلمان کہلوانے والا شخص ااسلام کی ان تعلیمات پر پورا اترتا ہے تو وہ اپنے دعوے میں سچا ہے ورنہ جھوٹا۔

اسلام کے غلبے کی اللہ نے ایک ہی شرط رکھی ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

لَا تَہِنُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۔۔ترجمہ: اورتم ہمت نہ ہارو (نہ ڈرو) اورغم نہ کھاؤ، (اور مستقبل کی فکر نہ کرو) اگرتم (حقیقی اور سچے) ایمان والے ہوتو تم ہی غالب آؤ گے۔(آل عمران129)

دجال آج کے بےعمل اور زبانی دعوے دار مسلمان کو تو تاراج کر سکتا ہے۔لیکن حقیقی اسلام پر کاربند سچا مسلمان دجال کا مقابلہ کر سکتا ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کے مارے جانے کی خوشخبری کے پیچھے بھی یہی فلسفہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر دجال کا فتنہ میرے زمانے میں آیا تو میں اکیلا اس کے لیے کافی ہوں۔اور اگر میرے بعد آیا تو میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام اسے ختم کریں گے۔اس اعتبار سے شیطان کے دجالی فتنوں اور حملوں کا اصل ہدف اسلام ہے۔کیوں کہ ملت اسلامیہ کی بنیادیں بہت گہری اور مستحکم ہیں۔

بقول اقبال:

اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رُسولِ ہاشمی
اُن کی جمعیّت کا ہے مُلک و نَسب پر انحصار
قوّتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیّت تری
دامنِ دیں ہاتھ سے چھُوٹا تو جمعیّت کہاں
اور جمعیّت ہوئی رُخصت تو مِلّت بھی گئی

شیطان کے سامنے دجالی فتنہ پھیلانے میں فطرت انسانی اور اسلام جیسی ان دو بڑی رکاوٹوں کے علاوہ انسانی نفسیات،عقلِ اجتماعی،دلیل قطعی، تاریخی حقائق،پچھلی قوموں کے عروج و زوال کے متعلق انسانی یاداشت اوران کی الہامی تصدیق، انسانی تہذیبوں کی کشمکش وغیرہ وہ عوامل ہیں جو شیطان کے دجالی فتنے کے پھیلاؤ میں کافی مزاحم قوتیں ہیں۔ان سب کو پاٹ کر اور مذھبی روایات کو سبوتاژ کرکہ انسانیت پر مکمل شیطانی کنٹرول کا حاصل ہونا یقیناً ایک مشکل اور دیرپا کام ہے۔جس کے لیے یہود نے دجال کے حواری بن کر صدیوں محنت کی ہے اورانہیں اس چالوں کو بہت خفیہ رکھنے کی ضرورت پڑی۔

دجال کا پہلا حملہ

یہودیوں کے نزدیک اسلام پر شیطانی حملے اور اسلام کا ڈی این اے تبدیل کرنے سے کہیں زیادہ آسان کام عیسائیت کا ڈی این اے تبدیل کرنا تھا۔اس لیے کہ عیسائیت کی بنیادیں وقت کے حوادث سے کھوکھلی ہو چکی تھیں۔عیسائیوں کا اپنی الہامی کتاب سے رابطہ کمزور تھا۔مذھبی جہالت عام تھی،توہمات نے اصل دین کی جگہ لے لی تھی۔اللہ کے کلام اور اللہ کے بندوں کے درمیان عیسائی مذھبی پیشوا حائل ہو گئے تھے،چرچ کے ذمہ دار مذہب سے زیادہ دنیاداری میں اور مال جمع کرنے کے پیچھے لگ گئے تھے۔اور چرچ خود اپنی قبر کھود چکا تھا۔لوگوں کے مذھبی بندھنوں سے آزاد ہوتے ہیں شیطان کے پجاری یہودیوں کے لیے اپنا جال پھیلانا آسان ہوگیا۔چنانچہ یہود کی طرف سے تہذیب کی اس تبدیلی کا پہلا حملہ عیسائیت پر کیا گیا۔

درحقیقت اس مرحلے سے سینکڑوں سال پہلے عیسائیت پر شیطان اور دجال کے اس حملے کا آغاز اسی وقت ہوگیا تھا جب ایک مشنری یہودی سینٹ پال نے عیسائیت میں شامل ہو کر پہلے انجیل میں غیر محسوس ملاوٹ کر کہ اس کو مبہم اور مشکوک کیا

اوراس میں ملاوٹیں کیں، اور پھر عیسائیت کو تثلیث (Trinity) یعنی تین خداوں کے مشرکانہ تصور کی راہ دکھائی۔

اوراس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کی توحید کی محنت پر شرک کی پہلی کاری ضرب لگائی گئی۔ جب عیسائیت کو یہاں تک فتح کرلیا گیا۔تو عیسائیت پر دجال کی یلغار کے دوسرے مرحلے کا آغاز ھوا۔اس مرحلے میں آزادی رائے، تحفظ حقوق نسواں کے نام پر عورت کو چرچ سے آزاد کر کہ بازاروں کی زینت بنایا گیا۔ پھر اسے گھر کے حصار سے آزاد کیا گیا، اور محفلوں کی زینت بنایا گیا۔رقص وسرود کی محفلوں کے ذریعے عورت کا استعمال کر کے نوجوان نسل کو اپنی طرف راغب کیا گیا۔ پھر بے حیائی کے اڈوں کو آزادی کے علم برداروں نے لائسنس جاری کیے، قحبہ خانے قائم کر کہ عیاش اور مذہب سے نابلد لوگوں کو مذہب کے مقابل لا کھڑا کیا گیا۔ یہ مرحلہ طے کرنے کے بعد تیسرے مرحلے کا آغاز ہوا۔

عیسائیت کے یہودی چال کے اس تیسرے مرحلے کا آغاز آج سے 8 سو سال پہلے چودھویں صدی عیسوی کے اوائل میں اس وقت ہوا جب یورپ میں تبدیلی کے نام پر ایک تحریک Renaissance کا آغاز کیا گیا۔اس تحریک کو انتہائی خفیہ اور گھناؤنے طریقے سے پروان چڑھانے کے لیے یہودیوں نے یورپ کی عوام کو بے وقوف بنانے کے دو اہم طریقے اپنائے۔

ایک طرف عوامی حلقوں میں خوبصورت نعروں کا استعمال کیا گیا۔ مثلا Renaissance کی اس زہریلی تحریک کو یورپ کی تبدیلی، اور انسانی شعور کی بیداری کی تحریک کے طور پر پیش کیا گیا، کمزور کو انصاف کی فراہمی۔غریب کی مدد، ہسپتالوں کا قیام، انسانیت کی حمایت، مزدور کے حقوق کا حصول، غربت کا خاتمہ، آزادی رائے، آزادی فکر جیسے خوش نما نعروں کے سہارے عوام کو وسیع پیمانے پر بے وقوف بنایا گیا اور عوام تو عوام سنجیدہ حلقوں کو بھی متذبذب (confuse) کیا گیا۔ کلاسیکل اور ماڈرن کی جنگ کو گلی کوچوں میں لا کر لوگوں کو باہم بدست وگریبان کر دیا گیا، اور ان نعروں کی بنیاد پر نئی نسل کو مذھب، تہذیب اور معاشرتی روایات کا باغی بنایا۔ مذھب کے خلاف خوب زہر اگل کر لوگوں کے اندر نفرت بھری گئی۔

عیسائیت کا شکار

جیسا کہ میں نے اپنی پچھلی تحریر میں عرض کیا تھا کہ دجالی نظام کے سرخیل یہودیوں نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنے پہلے حملے کا آغاز ریناسینس Renaissance (تبدیلی کی تحریک) کی صورت میں عیسائیت سے کیا۔ اگر چہ اصل ہدف اسلام تھا۔ اور اسلام کی جڑیں محکم عقائد، قرآن وسنت اور عمل پیہم سے جڑی تھیں۔ اس لیے یہودیت نے محسوس کیا کہ کسی بڑی غلطی سے بچنے اور زیادہ محفوظ رہنے کے لیے پہلا تجربہ عیسائیت پر کیا جائے، تقریبا 400 سالہ اس تجربے میں یہود، عیسائیت کو دجالی نظام کا دست نگر بنانے میں سو فیصد کامیاب رہے اور عیسائیت کی مذہبی جڑیں کاٹ کر اسے مکمل شیطانی معاشرہ بنا دیا جہاں مادیت ہی مادیت ہے، اور مذھب کو دیس نکالا مل گیا۔ یہ عیسائی معاشرہ نہ صرف مکمل طور پر شیطانی معاشرے میں بدل گیا۔ بلکہ دجالیت کا کامیاب حواری اور سرغنہ بھی بن گیا۔ اگر چہ یہ عیسائی معاشرہ اب بھی یہودیوں کے مطلوبہ معیار کو نہیں پہنچا۔ مگر ساری دنیا میں اسلام کے خلاف اقدامات، بے حیائی، پورنو گرافی، اسلام مخالف پراپیگنڈے، علماء دشمنی، جہاد و قتال فوبیا، خدا کے خلاف سائنس کی گمراہ کن تشریح اور ترویج، مادیت کی رعنائی، کیپٹلزم کے ناسور، جدید جنگی ہتھیاروں کا ذخیرہ، طاغوتی نظام کی مضبوطی، پیپر اور ڈیجیٹل کرنسی، اور سود کے عالمی شکنجے کو دنیا پر کسنے جیسے اسلام مخالف یہودی ہتھیاروں کے استعمال میں عیسائیت بھی پوری طرح یہودیت کے شانہ بشانہ بڑھنے لگی۔ عیسائیت کے مذہبی ڈی این اے کو تبدیل کرنے کی اس طویل صبر آزما تحریک Renaissance کا طریق واردات یہ رہا کہ

.1 پہلے مرحلے پر مذھب کو پرانا، دقیانوسی، فرسودہ اور دور جدید سے غیر متعلق ظاہر کر کہ نئی نسل میں اس کے خلاف زہر بھرا گیا۔

.2 بے حیائی کو ترویج دے کہ نئی نسل کو اخلاق باختہ کیا گیا

.3 نئے نئے خوش کن فلسفوں کے ذریعے مذھبی اقدار کی بیخ کنی کی گئی۔

.4 سود کو عام کر کے معاشی طور پر بدحال کیا گیا۔

5 معاشی بدحالی کے ذریعے لوگوں کو چوبیس گھنٹے روٹی کی تلاش میں سرگرداں کرنے کے ذریعے غیر محسوس انداز میں یہ باور کروایا گیا کہ انسان کے لیے مذھب کی نہیں بلکہ معاشی ترقی اور پیسے کی اہمیت ہے۔

.6 مادیت کی ہوس کی بناء پر کارل مارکس یہودی کے ذریعے

مزدوروں کو ابھار کر سرمایاداروں کے سر پر دے مارا گیا۔ اور نتیجتاً کیپٹلزم اور کمیونزم کے نام پر دو عالمی جنگوں کے ذریعے کروڑوں انسان مروا دیے گئے۔

.7 ان عالمی جنگوں کے ذریعے یہودیت نے اپنی بہت کم تعداد میں ہوتے ہوئے بھی ساری دنیا کو اس طرح باہم لڑا کر مروا دیا کہ دنیا کے سامنے یہودیت کا نام اور ان سازشوں کے پیچھے یہودیت کا ہاتھ بھی سامنے نہیں آیا۔

پھر جب ان یہودیوں کی ان گھناؤنی سازشوں کا کچھ ادراک جنگ عظیم کے زخم خوردہ ہٹلر کو ہوا تو اس نے جرمن ہونے کے باوجود یہودیوں کے خلاف ہولوکاسٹ کی وہ تاریخ رقم کی کہ یہودی آج تک اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہیں۔

جاری ہے۔۔

جناب ڈاکٹر عبدالرؤف کا تعلق ٹیکسلا سے ہے۔معروف عالم دین، دانشور اور محقق ہیں۔کشمیرالیوم کے مستقل کالم نگار ہیں اور بلا معاوضہ لکھتے ہیں

قیادت کا امتیاز

اُردو زبان کے کل سنتیس حروفِ تہجی ہیں آپ ان سنتیس حروف میں سے صرف چند حروف اپنے فون یا لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر لاک کر کے دیکھ لیں تو آپ ایک چھوٹی سے عبارت بھی ہر گز نہیں لکھ پائیں گے۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ آپ کو ایک ایک ''حرف'' کے مقام و مرتبہ اور صلاحیت و اہمیت کے حساب سے اُس ''حرف'' کا استعمال کرنا ہوگا تبھی آپ ایک مکمل اور خوبصورت تحریر کو وجود بخشنے میں کامیاب ہونگے

عادل وانی

تحریکی کارکن کے نزدیک کامیابی کا اصل معیار کیا ہے؟ یہی وہ بنیادی سوال ہے جس کے گرد تحریک کا پورا وجود گھومتا دکھائی دینا چاہیے۔ اگر تحریکی کارکن کی سالہا سال تربیت اسی بنیادی نہج پر مختلف مراحل طے کرتے ہوئے اس منزلِ مراد کو پہنچا دی گئی ہے کہ وہ کامیابی کا اصل معیار صرف اور صرف اللہ کی رضا، جنت کا حصول اور دوزخ سے نجات کو ہی سمجھتا ہے تو لکھ لیجئے کہ پھر دنیا کی کوئی بھی طاقت اس تحریک کو کمزور، ناکام اور نامراد کر ہی نہیں سکتی۔ تمام تر مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود اگر تحریک اپنے کارکنان کو اس طرح کی تربیت فراہم کرتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُن کا اپنی تحریک سے تعلق اور وفاداری مشکوک اور متزلزل ہونے کی بجائے عشق وجنون کی سرحدوں کو پار کر کے شعور وفکر کی انتہاوں تک پہنچتا ہے تو پھر کیونکر، یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ ان کارکنان کو اپنے نصب العین سے متنفر یا دُور کر دے!

94 سال یعنی ایک صدری گزرنے کو ہے کہ شہید امام حسن البناؒ کی تحریک اخوان المسلمین جس جبر وقہر سے گزرتی رہی اُس کے بعد تو اخوان المسلمین کا نام ونشان مِٹ جانا چاہیے تھا۔ جس طرح اخوان کی قیادت: شہید حسن البناءؒ سے لیکر حسن اسماعیل الحدیبیؒ اور سید قطب شہیدؒ، محمد بدیعؒ اور ابراہیم منیرؒ سے لیکر ڈاکٹر مرسیؒ تک کو بیدردی اور بے رحمی سے قتل کیا گیا اُس کے بعد تو نہ صرف اخوانیوں بلکہ پورے مصر کی عوام کو آزادی کے مطالبے سے ہی دستبردار ہونا چاہیے تھا مگر ایسا ہر گز بھی نہیں ہوا۔ اخوان کے 20 لاکھ ممبران میں ہزاروں اور لاکھوں سرگرم، متحرک اور خاص کارکنان کو چُن چُن کر جس طرح کئی دہائیوں تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید رکھا گیا اور اُن پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ کیا ان مشکل ترین حالات سے گزر کر اخوان المسلمین اپنے ''دعوہ'' سے تائب ہوئی؟ نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک صدی کا مسلسل جبر ہار گیا، اُس کے تمام ہتھکنڈے ناکام ہوگئے اور اُس کے تمام وسائل وذرائع برباد ہوگئے مگر اخوان المسلمین اور اُس کا ''دعوہ'' آج بھی 30_1929 کی طرح تازہ، صدا بہار اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے لاکھوں انسانوں کا عقیدہ اور وظیفہ ءحیات بن چکا ہے۔ کیوں؟۔۔۔ صرف اس لئے کہ امام حسن البناءؒ شہید نے اپنی اس تحریک کی بنیادوں میں تربیت کا وہ خاص ہاشمی فولادی سیسہ بھر دیا ہے کہ جسے کسی بھی صورت اپنے نصب العین سے رَتی برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں کیا جاسکتا۔

حماس اور حزب تقریباً ہم عمر ہیں۔ ہم سے صرف دو تین سال سے پہلے امام شیخ احمد یٰسین اور عبدالعزیز الرنتیسی نے مل کر اس مسلح مزاحمتی تحریک کی بنیاد رکھی۔ 40 سال کے اس طویل دورِ استبداد میں کونسا ایسا اوچھا حربہ یا ہتھکنڈا جارح اور قابض صیہونی سامراج اسرائیل نے حماس کی قیادت، کارکنان اور فلسطین کی غیور عوام پر نہیں آزمایا؟ اس بربریت، بمباری اور تباہی کے بعد تو فلسطینیوں کو آزادی کے مطالبے سے ایک بار کیا سو بار توبہ کرنی چاہیے تھی مگر ایسا کسی صورت اور کسی بھی زاویے سے دِکھنے میں نہیں آیا۔۔۔ کیوں۔۔۔؟۔ اس لئے کہ معذور مگر فولادی عزائم کی مالک شخصیت شہید شیخ احمد یٰسینؒ نے حماس اور فلسطینی عوام کی اُس خاص نہج پر تحریکی تربیت اور شعور کو پختہ اور غیر متزلزل بنیادوں پر اُستوار کر دیا تھا کہ چار دہائیوں کے جبر وقہر کے باوصف بھی فلسطینی عوام اور حماس کے باشعور سرفروشان، آج بھی صیہونی سامراج کے سامنے ہاتھوں میں غلیل اور پتھر اُٹھائے ڈٹ کر کھڑے ہیں۔ یہ ایمان،۔۔ یہ عزم،۔۔ یہ حوصلہ، یہ عشق، یہ جنون، یہ شعور، یہ فکر اور کامیابی و ناکامی کے یہ حقیقی پیمانے تب سے اب تک حماس اور فلسطینی عوام کے رگ وریشے میں خون کی طرح شامل ہیں۔ تربیت کی یہی وہ کیفیت ہے کہ جسے راقم کسی بھی تحریک کا خاصہ، فیصلہ کُن اور انتہائی قیمتی سرمایہ اور اثاثہ سمجھتا ہے کیونکہ اس نہج کی نبوی تربیت اندر باہر سے انسانوں کو بدل کر رکھ دیتی ہے اور پھر یہی تربیت یافتہ کارکنان نہ صرف لڑائی بلکہ انتظامی، سفارتی، ابلاغی، رفاعی، سماجی، تعلیمی، معاشی، معاشرتی اور انصاف کے جملہ محاذوں اور مورچوں پر بھی سنہری تاریخ رقم کرتے ہیں۔ اب اگر خدانخواستہ گولی اور بندوق کے علاوہ ان دوسرے جملہ اہم مورچوں اور محاذوں کو اپنی تربیت اور منصوبہ بندی کا

حصہ ہی نہ بنایا جائے تو پھر انسانی وسائل جن کا کوئی متبادل آج تک پیدا نہیں کیا جاسکا، زنگ آلود، بیکار اور برباد ہو جائیں گے۔ انسانی وسائل کا بھرپور، بروقت اور صلاحیتوں کے عین مطابق استعمال کسی بھی تحریک کے لئے آبِ حیات کی طرح ہوتا ہے اگر علاقائی جتھوں اور سطحی پسند و ناپسند کے قبیح و مکروہ اصولوں کو صلاحیتوں پر مصلحتاً ہی سہی، مقدم تسلیم کیا جائے تو کسی بھی بڑی مستحکم اور منظم تحریک کو ریت کی دیوار بنتے دیر نہیں لگے گی!

ہم اس اہم بات کو عام اور سادہ فہم مثال سے سمجھانا چاہتے ہیں۔ اُردو زبان کے کل سینتیس حروفِ تہجی ہیں آپ ان سینتیس حروف میں سے صرف چند حروف اپنے فون یا لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر لاک کر کے دیکھ لیں تو آپ ایک چھوٹی سے عبارت بھی ہرگز نہیں لکھ پائیں گے۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ آپ کو ایک ایک ''حرف'' کے مقام و مرتبہ اور صلاحیت و اہمیت کے حساب سے اُس ''حرف'' کا استعمال کرنا ہوگا تبھی آپ ایک مکمل اور خوبصورت تحریر کو وجود بخشنے میں کامیاب ہونگے۔

ہماری تحریکِ آزادی بھی الحمدللہ اب 35 سال کی عمرِ بلوغت کو پہنچ چکی ہے ہم نے بلوغت کے ان مراحل کو طے کرنے میں بے مثال اور لازوال قربانیاں پیش کیں ہیں۔ ہماری قیادت کی اکثریت بھی اپنا وعدہ وفا کر کے سُرخرو ہو چکی اور اللہ کے حضور پیش ہو چکی ہے اور دیگر ہزاروں کارکنان کی قربانیاں تو اس تحریک کے ماتھے کا دلکش اور دلربا جھومر ہے۔ ہم نے اس تحریکی دشت وصحرا میں ہر پتھر کو پلٹ کر دیکھنے اور نشیب وفراز طے کرنے کا مشکل اور کٹھن سفر طے کر لیا ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ہم سب نے مل کر اپنا کام تقریباً مکمل کر لیا ہے تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ جو کارکنان گذشتہ تیس پینتیس سالوں سے ہر طرح کے جبر کے باوجود اس پاک نصب العین کے ساتھ کھڑے، ڈٹے ہوئے اور چمٹے ہوئے ہیں وہ سب معتبر اور قابلِ رشک ہیں۔ ہمارے اختیار میں ہوتا تو ہم ان سب کارکنان کو ان کی انتھک جدوجہد، بے مثال قربانی اور قابلِ رشک ثابت قدمی پر 21 توپوں کی سلامی کے ساتھ نشانِ امتیاز اور ستارہ امتیاز جیسے ایوارڈز عطا کرتے اور آخری بات یہ کہ ملاّح کے بغیر ناؤ سبب نہیں بلکہ عذاب ہوتی ہے اور اب اگر ہماری یہ تحریکی ناؤ موجودہ بحرِ ظلمات کی طوفانی لہروں اور اتھاہ گہرائیوں میں لاکھوں لوگوں کی امیدوں کا محور ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ کوئی ہے جس نے اس منجدھار میں بھی اس کشتی کو اپنی حکمت وبصیرت سے سنبھالا دیا ہے۔

☆☆☆

ہماری تحریکِ آزادی بھی الحمدللہ اب 35 سال کی عمرِ بلوغت کو پہنچ چکی ہے ہم نے بلوغت کے ان مراحل کو طے کرنے میں بے مثال اور لازوال قربانیاں پیش کیں ہیں۔ ہماری قیادت کی اکثریت بھی اپنا وعدہ وفا کر کے سُرخرو ہو چکی اور اللہ کے حضور پیش ہو چکی ہے اور دیگر ہزاروں کارکنان کی قربانیاں تو اس تحریک کے ماتھے کا دلکش اور دلربا جھومر ہے۔ ہم نے اس تحریکی دشت وصحرا میں ہر پتھر کو پلٹ کر دیکھنے اور نشیب وفراز طے کرنے کا مشکل اور کٹھن سفر طے کر لیا ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ہم سب نے مل کر اپنا کام تقریباً مکمل کر لیا ہے تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا۔ جو کارکنان گذشتہ تیس پینتیس سالوں سے ہر طرح کے جبر کے باوجود اس پاک نصب العین کے ساتھ کھڑے، ڈٹے ہوئے اور چمٹے ہوئے ہیں وہ سب معتبر اور قابلِ رشک ہیں۔ ہمارے اختیار میں ہوتا تو ہم ان سب کارکنان کو ان کی انتھک جدوجہد، بے مثال قربانی اور قابلِ رشک ثابت قدمی پر 21 توپوں کی سلامی کے ساتھ نشانِ امتیاز اور ستارہ امتیاز جیسے ایوارڈز عطا کرتے

دو ملکوں میں تقسیم

جموں وکشمیر کا مسئلہ اس مرغی کی شکل اختیار کر چکا ہے

جس پر انڈیا یا پاکستان کی سیاسی اور مسلح لیڈرشپ کے جملہ حقوق بحال ہیں۔

نعیمہ احمد مہجور

اقوام متحدہ میں پاکستانی وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری کی جانب سے انڈیا کے وزیر اعظم نریندر مودی کو 'قصائی' کہنے کے واقعے پر جب میں نے وادی کے ایک معروف روزنامے کے ایڈیٹر سے ان کی رائے دریافت کی تو انہوں نے لمبی خاموشی کے بعد کہا، 'بلاول نے اگر اپنی بات مسکرانے کے بجائے سنجیدگی سے کہی ہوتی تو شاید کشمیریوں پر اس کا کچھ اثر ہوا ہوتا۔'

انہوں نے کہا کہ 'ہماری خاموشی سے شاید انہیں بھی احساس ہوا ہو گا کہ غیر سنجیدہ طرز عمل سے بات کی اہمیت زائل ہوتی ہے۔ نانا بھٹو سے لے کر نواسے بھٹو تک کا سفر کشمیر کے تناظر میں خاصا ابہام کا شکار رہا ہے اور بیشتر کشمیری تاریخ کے ان اوراق کو دفن کر چکے ہیں۔'

بلاول بھٹو نے انڈیا کے وزیرِ خارجہ جے شنکر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ 'میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسامہ بن لادن مر چکا ہے مگر گجرات کا قصائی زندہ ہے اور وہ انڈیا کا وزیرِ اعظم ہے۔'

انہوں نے گاندھی کے مجسمے کی نقاب کشائی کی افتتاحی تقریب کا تذکرہ کرتے ہوئے مزید کہا تھا کہ 'جو لوگ گاندھی کا مجسمہ سجا رہے ہیں انہی نے ان کا قتل کیا ہے۔ انڈیا کے اندر دہشت گردی کو کون فروغ دیتا ہے؟ اس بارے میں آپ انڈین گجرات کے لوگوں سے پوچھیں وہ اس کا جواب دیں گے، کشمیر کے لوگوں سے اگر پوچھیں گے تو وہ ضرور کہیں گے کہ گجرات کا قصائی اب کشمیر کا قصائی بن چکا ہے۔'

> ایک وقت تھا جب کشمیر کے بیشتر عوامی حلقے پاکستانی رہنماؤں کے کشمیر بارے بیانات سننے کے لیے بیتاب ہوتے، اب یہ وقت ہے کہ بیشتر لوگوں نے بلاول کے بیان کو سننا بھی گوارا نہیں کیا جس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پانچ اگست 2019 کے بعد پاکستان کا غیر سنجیدہ ردعمل اور جنرل باجوہ کا 'ماضی کو بھول' جانے والا بیان ہے۔ پھر جب انڈیا کے سراغ رساں ادارے کے سابق سربراہ اے ایس دولت نے ایک انٹرویو میں کہا کہ 'لائن آف کنٹرول پر جنگ بندی کے معاہدے کے پیچھے جنرل باجوہ کا کردار اور ان کے انڈیا کے قومی سلامتی کے مشیر اجیت دوول کے بیچ ملاقات یا مراسم کی بھی خبریں ہیں، وہ بھی 2019 کے بعد، تو یہ انکشاف کشمیریوں کے لیے صدمے سے کم نہ تھا۔

ظاہر ہے اتنے سخت بیان پر انڈیا کی جانب سے شدید ردعمل کا اظہار ہوا جو دہلی میں پاکستانی سفارت خانے کے قریب بی جے پی کے کارکنوں کے مظاہروں پر منتج ہوا۔

حقیقت میں جموں وکشمیر کا مسئلہ اس مرغی کی شکل اختیار کر چکا ہے جو گذشتہ سات دہائیوں سے صرف سونے کے انڈے دے رہی ہے اور جس پر صرف انڈیا یا پاکستان کی سیاسی اور عسکری لیڈرشپ کے جملہ حقوق بحال ہیں۔ دونوں جانب سے حتیٰ الامکان کوشش ہے کہ یہ مرغی زندہ رہے تاکہ ہر سیاسی افراتفری سے توجہ ہٹانے یا انتخابات میں کامیابی کے لیے سونے کے انڈے حاصل کیے جا سکیں۔ انڈیا میں اگر کسی جماعت (حکمران یا اپوزیشن) کو ذرا بھی اشارہ ملتا ہے کہ اسے قومی یا ریاستی انتخابات میں شکست سے دوچار ہونے کا خطرہ ہے تو وہ فوراً

کشمیر کو سرخی بنانے کے لیے اپنی پوری مشینری حرکت میں لے آتی ہے۔

لکھنو میں انتخابی رائے عامہ کا جائزہ لینے والے ماہر انیل راٹھور کہتے ہیں کہ ’گذشتہ پارلیمانی انتخابات میں بھارتیہ جنتا پارٹی کو رائے عامہ کے مختلف جائزوں سے اشارہ ملا تھا کہ وہ اکثریت سے ووٹ حاصل نہیں کرے گی تو فوراً پارٹی نے کشمیر کی مرغی کو ڈربے سے نکالا۔ پلوامہ حملے نے محض چوبیس گھنٹوں میں نہ صرف انڈیا کو تبدیل کیا بلکہ پوری اپوزیشن کا ووٹ بنک بھی بی جے پی کی جھولی میں ڈال دیا۔‘

دو سال میں پھر پارلیمانی انتخابات ہونے والے ہیں اور سیاسی ماہرین کا خیال ہے کہ اس بار ’آزاد کشمیر‘ کو ہتھیانے کے لیے مرغی کو پالا جا رہا ہے اور جس کے لیے بعض کشمیریوں کو رائے عامہ تیار کرنے کا ٹاسک بھی دیا گیا ہے۔ پاکستان کی لیڈرشپ بھی اپنے انڈین ہم منصب سے کم نہیں ہے۔ وہ بھی اگلے سال کے پارلیمانی انتخابات سے پہلے کشمیری مرغی کو دوبارہ پالنے لگے ہیں جس کی شروعات بلاول بھٹو نے امریکہ میں اپنے بیان سے کر دی ہے۔

بقول ایک کشمیری سوشل میڈیا ایکٹوسٹ عرفان کول ’حکمران اتحاد پی ڈی ایم میں شامل دو بڑی جماعتیں پیپلز پارٹی اور ن لیگ کی سیاسی اور معاشی کارکردگی صفر کے برابر ہے، پھر عمران خان کے بیانیے نے ان کا ووٹ بنک کسی حد تک ان سے چھین لیا ہے۔ اب پارلیمانی انتخابات میں بیچنے کے لیے ہاتھ میں کچھ نہیں رہا ہے تو کشمیر پر بولنے لگے۔ انہیں اس بات کا ذرا بھی شائبہ نہیں کہ کشمیری قوم پر اس وقت کیا گزر رہی ہے۔ ہم بلاول یا دوسروں کے کھوکھلے بیانات سے اب مرعوب نہیں ہوتے۔‘

ایک وقت تھا جب کشمیر کے بیشتر عوامی حلقے پاکستانی رہنماؤں کے کشمیر بارے بیانات سننے کے لیے بیتاب ہوتے، اب یہ وقت ہے کہ بیشتر لوگوں نے بلاول کے بیان کو سننا بھی گوارا نہیں کیا جس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پانچ اگست 2019 کے بعد پاکستان کا غیر سنجیدہ ردعمل اور جنرل باجوہ کا ’ماضی کو بھول‘ جانے والا بیان ہے۔ پھر جب انڈیا کے سراغ رساں ادارے کے سابق سربراہ اے ایس دولت نے ایک انٹرویو میں کہا کہ ’لائن آف کنٹرول پر جنگ بندی کے معاہدے کے پیچھے جنرل باجوہ کا کردار اور ان کے انڈیا کے قومی سلامتی کے مشیر اجیت دوول کے بیچ ملاقات یا مراسم کی بھی خبریں ہیں، وہ بھی 2019 کے بعد، تو یہ انکشاف کشمیریوں کے لیے صدمے سے کم نہ تھا۔‘

کشمیری روزنامے کے ایڈیٹر کے بقول ’اندرونی خودمختاری ختم کرنے کے چند روز بعد جب پوری وادی کو لاک ڈاؤن میں قید کر دیا گیا تھا تو اجیت دوول نے شوپیان کے چوک میں چند لوگوں کے ساتھ بریانی کھانے کی ویڈیو وائرل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ کشمیر میں حالات نارمل ہیں۔ یہ وہ وقت تھا جب شیر خواروں کے لیے دودھ نایاب، مردوں کو دفنانے اور حاملہ عورتوں کو ہسپتال پہنچانے کی اجازت بھی نہیں تھی۔‘

مظفر آباد کے رئیس سدھونی کہتے ہیں کہ ’سول لیڈرشپ نے جب بھی اس بچے کو اپنا کر اسے منزل دکھانے کی کوشش کی تو پھر کبھی کرگل، کبھی چار نکاتی فارمولا، تو کبھی انہیں ماضی کو بھول جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ ایسی حالت میں جہاں مودی کشمیر کو مقامی آبادی سے ہتھیانے میں کامیاب ہوئے ہیں، وہیں پاکستانی لیڈرشپ کو بھی اس کا شراکت دار سمجھنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسی بات کہنے پر مجھے غداری یا ایجنٹ ہونے کا سرٹیفیکیٹ دیا جائے گا۔‘

> امریکی وزارت خارجہ کے کشمیر کے حالیہ بیان کی اہمیت شاید اس حد تک ہے کہ وہ دوبارہ پاکستانی حدود میں گھس کر چین اور روس پر کڑی نگاہ رکھنے کے چکر میں عوام کا اعتماد بحال کرنا چاہتا ہے حالانکہ افغانستان میں انڈیا کی موجودگی کو بڑھانے اور طالبان سے رشتے قائم کرنے میں اس کے مرکزی کردار کی نفی نہیں کی جا سکتی جس کا ثمر فی الحال اس نئے نقشے کی صورت میں ملا جس میں طالبان کے ایک دھڑے نے پاکستانی زیرِ انتظام کشمیر کو افغانستان کا حصہ دکھایا ہے۔ یعنی کشمیر کی مرغی دو ملکوں کے بجائے اب چین اور افغانستان سمیت چار ملکوں کے لیے انڈے دینے لگی ہے

امریکی وزارت خارجہ کے کشمیر کے حالیہ بیان کی اہمیت شاید اس حد تک ہے کہ وہ دوبارہ پاکستانی حدود میں گھس کر چین اور روس پر کڑی نگاہ رکھنے کے چکر میں عوام کا اعتماد بحال کرنا چاہتا ہے حالانکہ افغانستان میں انڈیا کی موجودگی کو بڑھانے اور طالبان سے رشتے قائم کرنے میں اس کے مرکزی کردار کی نفی نہیں کی جا سکتی جس کا ثمر فی الحال اس نئے نقشے کی صورت میں ملا جس میں طالبان کے ایک دھڑے نے پاکستانی زیرِ انتظام کشمیر کو افغانستان کا حصہ دکھایا ہے۔ یعنی کشمیر کی مرغی دو ملکوں کے بجائے اب چین اور افغانستان سمیت چار ملکوں کے لیے انڈے دینے لگی ہے۔

کشمیریوں کو احساس ہے کہ انہیں اپنی شناخت، تشخص اور حقوق کے حصول کی لمبی لڑائی تنہا لڑنی ہوگی جس کے لیے متحد ہو کر بغیر کسی سہارے کے اپنے مستقبل کا تعین کرنا ہوگا، لیکن انہیں پہلے خود اس سونے کے انڈے دینے والی مرغی کو مارنا ہوگا تاکہ حریف ملکوں کی سول اور عسکری لیڈرشپ کو کشمیری قوم کا مزید استحصال کرنے سے روکا جا سکے۔

یہ تحریر کالم نگار کی ذاتی آرا پر مبنی ہے جس سے انڈپینڈنٹ اردو کا متفق ہونا ضروری نہیں

بشکریہ

independenturdu.com

محمد علی جناحؒ کا طرزِ سیاست و قیادت

قومی ہیرو فرشتے نہیں ہوتے، انسان ہوتے ہیں

لیکن جب انہیں تاریخ ہیرو تسلیم کر لے تو پھر انہیں ان کے اسی مقام و مرتبت سے مخاطب کرنا چاہیے

محمد علی جناح کی تربیت اور ناموری سقراط، ارسطو، کنفیوشس مارکس، یا ماوزے تنگ جیسی شخصیات کے مکتبہ فکر سے نسبت رکھنے کا نتیجہ نہ تھی

بلکہ ان کے اندر تعلیمات اسلامی کے نور کا معجزہ تھا۔

شہزاد منیر احمد

قیادت کرنے کا مطلب ہے معاشرے کو بھلائی اور مسرتوں کی جانب ترغیب دینا۔ انسانی جبلت میں ہے کہ وہ علم و ہنر میں اپنے سے کمتر شخص کے زیر اہتمام کام کرنا اپنی توہین سمجھتا ہے، اس لیے لیڈر کا کئی پہلوؤں سے عام لوگوں سے برتر ہونا لازمی ہے۔ اس کا بہتر، مضبوط کردار، اور اعتماد بھرے جارحانہ انداز کا حامل ہونا ایک مؤثر ہتھیار سمجھا جاتا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح میں مذکورہ اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ وہ بیمار اور پاؤ بھر پھولوں کے وزن کا دبلا پتلا شخص بڑے بڑے ہیوی ویٹ پہلوانوں پر حاوی تھا۔ اس لیئے کہ وہ اپنے علم و ہنر (وکالت) اور کارکردگی (نظریاتی سیاست) میں سب پر سبقت رکھتے تھے۔ کانفرنس میں Table Talk میں وہ کسی سے مات نہیں کھاتے تھے۔

قائدین کے بارے عالمی محققین کی متفقہ رائے ہے کہ " کسی قائد کی عظمت کردار اور سچائی، وہ تبصرے اور جائزہ رپورٹس ہوتی ہیں جو اس لیڈر کے منظر سے ہٹنے کے بعد اس کی عدم موجودگی میں سامنے آتے ہیں۔"

اس اعتبار سے راقم کو پاکستانی مورخ ڈاکٹر صفدر محمود کی یہ تحریر قابل داد و تحسین لگی۔ وہ لکھتے ہیں۔ قومی ہیرو فرشتے نہیں ہوتے، انسان ہوتے ہیں۔ لیکن جب انہیں تاریخ ہیرو تسلیم کر لے تو پھر انہیں ان کے اسی مقام و مرتبت سے مخاطب کرنا چاہیے۔ حیرت بلکہ مزید حیرت اور صدمہ اس بات پر ہوتا ہے کہ ابھی پاکستان کو معرض وجود میں آئے تقریباً 68 (اب 75) ہوئے ہیں۔ یہ کوئی صدیوں کا سفر نہیں اور ہم نے ابھی سے اپنی مختصر سی تاریخ کو بھلا دیا ہے۔ اور بنیادی حقائق ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ کم از کم قائداعظم پہ تبصروں کی نوازشات فرماتے ہوئے تاریخ کے اوراق پڑھ لیا کیجیے تا کہ

> فاطمہ جناح نے اپنی کتاب My Brother میں دو بڑے دلچسپ اور سبق آموز واقعات لکھے ہیں، جن سے محمد علی جناح کی اوائل عمری میں مشکل صورتحال میں بالغانہ فہم و فراست اور تدبر سے کام لے کر مسائل کا حل ڈھونڈ نکالنے میں سرخرو ہوئے۔ وہ لکھتی ہیں سکول میں امتحانات میں کم نمبر آنے پر علی دل گرفتہ ہو گئے تھے۔ والد صاحب نے وجہ پوچھی تو صاف گوئی سے بولے میرا سکول جانے کو دل نہیں کرتا۔ والدین نے بڑا سمجھایا مگر علی بضد رہا کہ وہ والد کا دفتر میں ہاتھ بٹائے گا۔ دفتر میں کوئی دو ماہ کام کیا تو والد سے کہا میں پڑھنا چاہتا ہوں۔۔ والد صاحب بڑے خوش ہوئے اور کہا بیٹا زندگی گزارنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ یا تو اپنے بڑوں کے تجربات اور دانش کے مطابق کام کریں۔ دوسرا یہ کہ اپنے تجربے سے کام کریں سیکھیں اور آگے بڑھتے جائیں

آپ کی تحریریں ابہام اور بدگمانی پھیلانے کا موجب نہ بنیں، اور نوجوان نسل کو گمراہ نہ کریں۔"

قائداعظم محمد علی جناح پر امریکی پروفیسر، محقق و مورخ اسٹینلے وولپرٹ نے اپنی لکھی کتاب Jinnah of Pakistan میں ان کی ہمہ گیر شخصیت، نظریاتی سیاست اور قابل تقلید و تحسین عملی زندگی میں کامیابی پر لکھا ہے۔ دنیا میں کم ہی ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے تاریخ کا دھارا بدل کے رکھ دیا ہو، اس سے بھی کم تعداد میں ایسی شخصیات ملتی ہیں جن کے کام سے عالمی نقشہ میں تبدیلیاں رونما ہوئی ہوں۔ اور وہ لوگ تو خال خال ہی نظر آتے ہیں جنہوں نے کوئی قومی ریاست تشکیل دی ہو۔ آفرین ہے محمد علی جناح پر جنہوں نے تن تنہا اپنی سیاسی جدو جہد، استقلال اور دیانتدارانہ قیادت سے تینوں کارنامے انجام دے ڈالے۔" محمد علی جناح 25 دسمبر 1976 کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد پونجا جناح تھے۔ خاندان کے نام کے ساتھ روائتی نام بھائی اضافی طور پر لکھا جاتا تھا۔ پونجا جناح ایک انگریز کے ساتھ مل کر کھالوں کو برآمد کرنے کی تجارت کرتے تھے۔ وہ اوسط درجے کے تاجر تھے۔

محمد علی کو گھر پر مادری زبان گجراتی میں تعلیم دینے کے لیے اتالیق مقرر کیا ہوا تھا۔ سکول جانے کی عمر کو پہنچے تو انہیں سکول میں داخل کرا دیا گیا۔ تب محمد علی جناح کی عمر تقریباً 9 سال تھی۔

فاطمہ جناح نے اپنی کتاب My Brother میں دو بڑے دلچسپ اور سبق آموز واقعات لکھے ہیں، جن سے محمد علی جناح کی اوائل عمری میں مشکل صورتحال میں بالغانہ فہم و فراست اور تدبر سے کام لے کر مسائل کا حل ڈھونڈ نکالنے میں سرخرو ہوئے۔ وہ لکھتی ہیں سکول میں امتحانات میں کم نمبر آنے

پر علی دل گرفتہ ہو گئے تھے۔ والد صاحب نے وجہ پوچھی تو صاف گوئی سے بولے میرا اسکول جانے کو دل نہیں کرتا۔ والدین نے بڑا سمجھایا مگر علی بضد رہا کہ وہ والد کا دفتر میں ہاتھ بٹائے گا۔ دفتر میں کوئی دو ماہ کام کیا تو والد سے کہا میں پڑھنا چاہتا ہوں۔۔ والد صاحب بڑے خوش ہوئے اور کہا بیٹا زندگی گزارنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ یا تو اپنے بڑوں کے تجربات اور دانش کے مطابق کام کریں۔ دوسرا یہ کہ اپنے تجربے سے کام کریں سیکھیں اور آگے بڑھتے جائیں۔

دوسرے واقعہ محمد علی جناح کی پہلی شادی، جوان کی تقریباً سولہ سال کی عمر میں "ایمی" سے ہوئی تھی کے بارے ہے۔ یہ شادی ہندوستان کی ریاست گونڈل کے علاقے پانیلی میں ہوئی تھی۔ جناح خاندان اس شادی کے لیے ایک ماہ تک پانیلی میں شفٹ ہو گیا تھا۔ شادی کے بعد خاندانی رسم و رواج کے مطابق دولہن کو تین ماہ تک اپنے دولہا کے ساتھ اپنے میکے میں ہی رہنا تھا۔ ادھر پونجا جناح اپنے کاروبار سے اتنی دیر تک دور نہیں رہ سکتے تھے۔ محمد علی کو بھی پڑھائی کے لیے لندن جلد روانہ ہونا تھا۔ مذکورہ رسم پر دونوں خاندانوں میں اختلاف بڑھ گیا۔

فاطمہ جناح لکھتی ہیں کہ دونوں گھروں میں کھنچاؤ کا یہ عالم ہو گیا کہ معمول کی آمد و رفت بھی رک گئی۔ ایک دن محمد علی بغیر کسی سے مشورہ کیے ازخود ایمی کے گھر پہنچ گیا۔ مروت پیار سے اس کا استقبال ہوا۔ پھر علی نے انہیں اصل صورتحال کا بتا کر قائل کر لیا کہ ایمی ابھی ان کے ساتھ کراچی چلی جائے۔ جب علی لنڈن چلا جائے تو ایمی اگر چاہیے تو کراچی ہی رکی رہے نہیں تو پانیلی واپس آجائے۔ یہ جان کر سب لوگ بہت خوش ہوئے کہ نوجوان محمد علی نے اپنے زیرک پن اور تحمل سے وہ کام کر دکھایا جسے خاندان کے بڑے بھی ناممکن سمجھ رہے تھے۔ دوسرے دن علی کے سسرال والے ہمارے گھر آ گئے اور باہمی رضامندی سے ہمارا کراچی واپس آنے کا پروگرام بھی فائنل ہو گیا۔ اور پھر ہم خوشی خوشی دلہن کو لے کر کراچی آ گئے۔

محمد علی جناح کی ابتدائی حیات میں ان کی علمی کاوشوں اور عملی زندگی میں پیشہ ورانہ جدوجہد کا جائزہ لیا جائے یہ پہلو بڑا واضح طور پر سامنے آتا دکھائی دیتا ہے کہ فطرت خود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی "وہ لندن میں پہنچے تو وہاں موجود پونجا جناح کی گراہمس کمپنی کے آفس میں اپریٹس شپ کرتے اکثر سوچتے تھے کہ میں ایک ایسے کاروبار کے لیے تیار ہو رہا ہوں جو میری ذات کے ساتھ شروع ہوگا اور میرے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ درست سہی کہ والد صاحب کے کاروبار کو وسعت دینے میں یہ اپریٹس شپ بڑی معاون ثابت ہوگی اور میں پیسہ بھی کما سکوں گا مگر مجھے کوئی ایسا کام کرنا چاہیے جس میں تسلسل ہو اور کاروبار سے زیادہ معاشرتی مفاد بھی ہو۔ انہوں نے تاریخ میں بڑے لوگوں کی سوانح عمریاں پڑھی تھیں جن سے انہوں نے جانا کہ ان سب قائدین اور راہنماؤں نے پہلے قانون کا پختہ علم حاصل کیا تھا پھر وہ عوامی زندگی میں داخل ہوئے اور کامیابیاں پائیں اور ناموری بھی۔

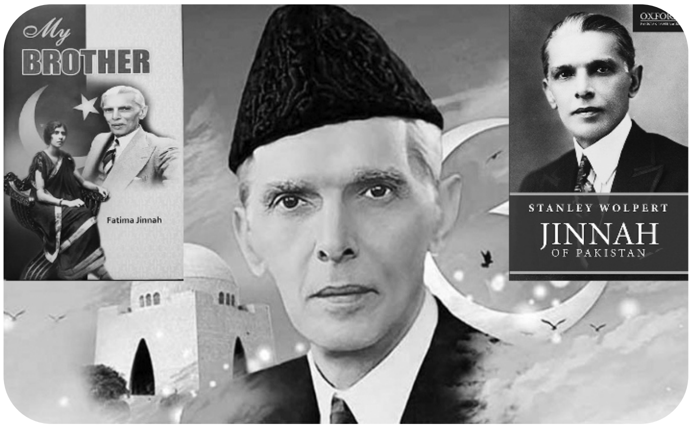

انہیں اخباری اشتہار کے ذریعے معلوم ہوا کہ لندن میں لٹل گو "LITTLE GO" سکیم ابھی جاری ہے اور اگلے سال یہ سکیم ختم کر دی جائے گی۔ محمد علی جناح کے لیے یہ ایک چانس تھا کہ وہ لٹل گو سکیم میں شامل ہو کر وکیل بن سکتے تھے۔ لہذا انہوں نے یہ Chance Avail کیا۔ امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا اور وہ وکیل بن گئے۔ (یہ تھا وہ پوائنٹ جس پر آصف زرداری نے ایک بار یہ پھبتی کسی تھی کہ قائد اعظم کون سے گریجویٹ تھے) محمد علی جناح نے اپنے علم اور مشاہدے سے زمین پر انسانی کردار کا انوکھا خاکہ بنا رکھا تھا جس پر وہ عمل کر کے تسکین پاتے تھے۔ لنڈن میں جب وہ بیرسٹری کی تعلیم کے دوران ایک بار شیکسپیئر کا ڈرامہ دیکھنے گئے تو ایک کردار کے بولے جانے والے مکالمات پر تبصرہ کیا۔ ان کی ادائیگی Acting خود کر کے دکھایا کہ ڈرامے کے کردار کو dialogues یوں deliver کرنا زیادہ موثر ثابت ہوگا۔۔۔ بغیر کسی آڈیشن کے محمد علی جناح کو تھیٹر میں کام کرنے کی پیش کش کر دی گئی۔ جناح صاحب نے کچھ دیر وہاں کام بھی کیا۔۔

بعین اسی طرح ان کا وکالت کرنے، سیاست اور قیادت کرنے کا اسٹائل بھی معاصرین سے الگ انوکھا اور زیادہ موثر رہا محمد علی جناح کی سیاسی اصول پسندی اس قدر واضح اور موثر تھی۔ ان پر حریفوں نے تبصرے تو کیے مگر ان کی حقیقتوں کو جھٹلا نہ سکے۔

12 جولائی 1940 کو مولانا ابوالکلام آزاد نے قائدِ اعظم کو ایک امتیازی بیان کے حوالے سے تار بھیجا اور پوچھا کہ کیا مسلم لیگ، مشترکہ کابینہ (ہندو مسلم) میں واقعی دو قومی نظریہ سے کم کسی پوائنٹ پر رضامند نہ ہوگی۔ قائد اعظم نے غصے میں مگر بڑے شائستہ انداز میں جواب بھیجا۔ کہا کہ میں آپ سے بات کرنا مناسب نہیں سمجھتا، کیونکہ کانگرس ہندوؤں کی نمائندہ سیاسی جماعت ہے۔۔ انہوں نے اپنی مکاری اور خود غرضی کو چھپانے اور دنیا کو دھوکا دینے کی غرض سے آپ کو BOY SHOW بچہ جمورا بنا رکھا ہے۔ اپنی خود فریبی کے جال سے باہر نکلو، اسلامی برتری و عظمت اپنی شناخت اور عزت نفس کی پاسداری میں تمہیں فوراً مستعفی ہو جانا چاہیے۔۔ چونکہ آپ نہ ہندوؤں کے نمائندہ ہیں نہ ہی مسلمانوں کی نمائندگی کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

محمد علی جناح، نہ صرف اپنی ذات میں خوددار اور غیور انسان تھے بلکہ وہ دوسرے انسانوں کو بھی بڑی محبت، شفقت اور انسانی وقار سے ملتے۔ وہ اوروں کی عزت نفس کا بڑا خیال رکھنے والے قائد تھے۔ نمود و نمائش سے انہیں بہت بیزاری ہوتی تھی۔

مسلم یونیورسٹی آف علی گڑھ کے ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد، جو 1937 سے کئی سال تک وائس چانسلر رہے نے 23 اپریل

1942 کو محمد علی جناح کو خط لکھا کہ یونیورسٹی کی ایگزیکٹو کونسل نے گزشتہ اجلاس منعقدہ مورخہ 12 اپریل 1943 میں آپ کو مسلم یونیورسٹی آف علی گڑھ کی طرف سے قانون کی اعزازی ڈگری دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے اس سلسلے میں آپ کو باقاعدہ اطلاع دینے، تقریب کے انعقاد کی تاریخ اور دیگر تفصیلات طے کرنے کو کہا گیا ہے، جو میں بذریعہ خط ہذا کر رہا ہوں۔ محمد علی جناح نے جواب میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی ایگزیکٹو کونسل کا شکریہ ادا کرتے لکھا کہ میں سیدھا سا محمد علی ہوں میں اپنے نام کے ساتھ کسی طرح کا لاحقہ پسند نہیں کرتا۔ وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کی طرف سے بار بار کی درخواستوں کے باوجود ان کی اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری قبول کرنے پر راضی نہ ہوئے۔۔

جناب زیدا ے سلہری اپنی کتاب MY LEADER میں لکھتے ہیں۔:-

1946 میں قائداعظم محمد علی جناح اور نواب زادہ لیاقت علی خاں برطانوی کابینہ سے مذاکرات کے سلسلے میں لندن پہنچے۔ قائداعظم کو لندن میں کلریجز ہوٹل میں اسی کمرے میں ٹھہرایا گیا تھا جہاں یونانی بادشاہ اپنی جلاوطنی کے زمانے میں جنگ عظیم میں ٹھہرا تھا۔ برطانوی حکومت نے ایک کشادہ آرام دہ لیموزین گاڑی قائداعظم کے استعمال کے لیے مختص کر رکھی تھی (یہ محمد علی جناح کا سٹائل تھا اور خوش لباسی کے ساتھ ساتھ شخصیت کا رعب بھی تھا جس سے انگریز دبتے تھے۔)

قائداعظم نے سلہری صاحب سے پوچھا نماز جمعہ کس مسجد میں ادا کریں گے۔ انہیں بتایا گیا کہ "ایسٹ اینڈ مسجد میں ." یہ ایسی مسجد ہے، جس میں عام مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ قائداعظم یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ جب نماز کے لیے مسجد میں پہنچے تو قائداعظم پچھلی صفوں میں بیٹھ گئے، خطبہ سنا اور نماز ادا کی۔ جب وہ باہر آئے تو ایک عقیدت مند نے آگے بڑھ کر ان کے جوتے انہیں پیش کرنے کی کوشش کی تو قائداعظم نے انہیں محبت سے پکڑ لیا اور کہا ایسا مت کرو۔۔ اسی اثناء میں دوسرے شخص نے ان کے جوتے کے تسمے باندھنے کی کوشش کی انہوں نے برا مناتے ہوئے اسے بھی منع کر دیا اور کہا میں اسے اخلاقی طور پر صحیح نہیں سمجھتا۔ یہ واقعی ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو محمد علی جناح کو مغرور اور متکبر شخصیت۔ کہتے ہیں۔

اصولوں پر قائم رہنا محمد علی جناح کی شخصیت کا سب سے اعلیٰ وصف تھا۔ ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے اے ڈی سی، JHONSONCAMPBEL بتاتے ہیں کہ وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ایک پورا دن محمد علی جناح سے ہندوستانی مسائل کے ممکنہ حل اور قابل عمل فیصلوں کے لیے مختص کر رکھا تھا۔ لارڈ اپنا ہر شیطانی حربہ اور انسانی داؤ پیچ آزمانے کے بعد بھی محمد علی جناح کو اپنے شیشے میں اتارنے سے قاصر رہے تو بلبلا اٹھے اور مذاکرات وقت سے پہلے ختم کرنے کا اعلان کر دیا، اور کہا۔ "اف!!! یہ تو برف کی مانند ٹھنڈے مزاج کا شخص ہے جسے کسی طرح کا لالچ و پیشکش اس کے مقام و ارادے سے پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔"

بانی پاکستان محمد علی جناح کی شخصیت کے بارے آپ کا جاننا بہت ضروری ھے، تا کہ نوجوان نسل اور طلباء طالبات کو آپ قائداعظم۔ کی سیاسی جدو جہد کی تفصیلات ان کی دیانتدارانہ قیادت اور میعاری اخلاقیات پر پراعتماد بات کر کے انہیں باور کروائیں کہ قائداعظم کتنی بڑی شخصیت تھے۔ محمد علی جناح کی تربیت اور ناموری کسی بڑے ادارے، بڑے فلاسفرز، (سقراط، ارسطو، کنفیوشس مارکس، یا ماؤزے تنگ)۔ شخصیات کے مکتبہ فکر سے نسبت رکھنے کا نتیجہ نہ تھی بلکہ ان کے اندر تعلیمات اسلامی کے نور کا معجزہ تھا۔ ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت سادہ طرز زندگی کے حامل متوسط میمن خاندان میں ہوئی تھی۔

پونجا جناح کے بزنس پارٹنر۔ مسٹر ڈریک کا جملہ your desires will come true only if you deserve so عمر بھر ان کے پیش نظر رہا۔ یہی وہ اصول تھا جس پر محمد علی جناح نے زندگی بھر عمل کیا، کہ پہلے خود کو کسی عہدے یا نمائندگی کا اہل ثابت کیا پھر وہ میدان میں اترے۔ وہ میدان بیرسٹر بننے کی خواہش تھی، سیاست میں شمولیت کا شوق تھا یا آل انڈیا مسلم لیگ کی قیادت تھی۔

انگلستان میں قیام کے دوران انہوں نے مغربی تہذیب سے اچھے اچھے پہلوؤں کو سیکھا اور پیروی کی۔ نفیس شخصیات اور نامور سیاستدانوں سے ملے ادب و احترام سیکھا اور پھر ایک وہ وقت بھی آیا کہ وہ سب سے زیادہ خوبصورت لباس پہننے اور نفیس شخصیت قرار پائے۔ دیکھیں ان کا خوبصورت تھری پیس سوٹ میں فلیٹ ہیٹ اور منہ میں قیمتی سگار لیئے سنجیدگی سے بلیئرڈ کھیلتے ہوئے۔

مغربی تہذیبی قدریں بھی ان کے قلب و نگاہ سے مشرقی اقدار اور رشتوں کا وقار و احترام نہ مٹا سکیں۔ لنڈن میں جس گھر میں وہ بحیثیت PAYING GUEST ٹھہرے تھے ان کی ایک تقریب میں تفریحی کھیل میں نوجوان لڑکی نے KISS کرنے کو کہا تو نوجوان محمد علی جناح کا جواب تھا کہ "ہمارے مشرقی معاشرے میں ایسا کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔" لنڈن سے واپسی پر انہوں نے اپنی چھوٹی بہن فاطمہ جناح کو دہلی میں کانونٹ سکول میں تعلیم دلوائی اور انہیں ڈینٹل سرجن بنوایا۔ یہ ان کی اپنے خاندان سے محبت اور اپنے عزیز و اقارب سے انس رکھنے کا ثبوت ہے۔

میری دانست میں علامہ اقبال کی فکری وسعتوں اور محمد علی جناح کی سیاسی انتھک جدو جہد نے صدیوں سے انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی پہ شاکر بڑے بڑے راجاؤں مہاراجاؤں اور علما و اکابرین کا زور توڑا۔ پسے ہوئے بے بس مسلمانوں کو جرأت و اتحاد کا راستہ دکھایا، ان میں جذبہ حریت بیدار کیا ان کی مخلصانہ راہنمائی کی تو اللہ الرحمٰن نے انہیں دیگر بڑے بڑے دل و دماغ والے مسلمانوں کو بھی ان کے کارواں کا حصّہ بنا دیا، مسلمانوں کو اللہ رب العالمین مالک ارض و سمانے کامیاب کیا اور ہمیں آزاد ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان مل گیا۔۔

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

قارئین! آئیں اس مخلص محمد علی جناح، قائداعظم کی مغفرت اور بلندی درجات کی اپنے اللہ رب العالمین سے دعا کریں۔

رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

شہزاد منیر احمد (گروپ کیپٹن ریٹائرڈ) راولپنڈی/ اسلام آباد کے معروف ادیب، شاعر، مصنف اور کالم نگار ہیں، کشمیرالیوم کے لیے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

انصاف

عروج آزاد

انصاف ایک ایسا لفظ ہے جو زیادہ تر مظلوموں کی زبانوں پر رہتا ہے۔ ہر مظلوم انسان کی زبان پر انصاف کی پکار ہے لیکن اس کی پکار کی آواز کوئی بھی نہیں سنتا اور آج کے دور میں تو انصاف ملنا بہت ہی زیادہ مشکل ہوا جا رہا ہے۔ عام طور پر انصاف ملنے کی جگہ عدالت کو کہا جاتا ہے۔ قانون سازی کے انتظام میں عدالتوں کو ہی یہ حق ہے کی وہ انصاف اور ناانصافی کے بیچ انصاف کے حق میں فیصلہ کریں۔

عدالتوں میں بڑی تعداد میں آنے والے معاملوں کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا پڑے گا کہ انصاف کی تلاش میں آنے والے لوگوں کی بھیڑ تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ چونکہ انصاف کا قانونی ماخذ عدالت ہے اس لیے انصاف کی خواہش کرنے والوں کی بھیڑ یہاں عدالت میں آکر اکٹھا ہو جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا انصاف صرف عدالتوں تک ہی محدود رہ گیا ہے؟ کیا معاشرے میں اور دوسری جگہوں پر انصاف دینے کے انتظامات اور ضرورت نہیں ہے؟ ضرورت بھی ہے انتظامات بھی ہیں۔ سب سے پہلے انسان کو قانونی انتظامات کو سمجھنا چاہیے۔

آج کے دور میں ظلم بڑھتے جا رہے ہیں اور انصاف نہیں مل پا رہا ہے۔ سچ سے زیادہ معاملہ عصمت دری کا سامنے آ رہا ہے اور انصاف مانگنے والوں کی کوئی سنوائی نہیں ہے۔ گنہگار کھلے عام گھومتے ہیں انہیں کوئی سزا نہیں ملتی اور مظلوموں کو انصاف نہیں ملتا۔

آج وہ نکہت آسودہ لٹا دی ہم نے
عقل جس قصر میں انصاف کیا کرتی ہے
آج اس قصر کی زنجیر ہلا دی ہم نے

یہ 500 قبل مسیح کی بات ہے کہ جس میں ایک بدعنوان جج کے زندہ ہوتے ہوئے اس کی کھال اتاری گی۔ اس جج کا نام سیسمنس تھا۔ یہ فارس میں بادشاہ کمبیسیس کے وقت بدعنوان شاہی جج تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس نے عدالت میں رشوت لی اور غیر منصفانہ فیصلہ دیا۔ اس کے نتیجے میں بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے اس کو بدعنوانی کے الزام میں گرفتار کیا جائے اور اسکی زندہ کھال اتارنے کا حکم دیا۔ فیصلہ سنانے سے پہلے بادشاہ نے سیسمنس سے پوچھا کہ وہ کسے اپنا جانشین نامزد کرنا چاہتا ہے۔ سیسمنیس نے اس کے لالچ میں، اپنے بیٹے، Otanes کو منتخب کیا۔ بادشاہ نے رضا مندی ظاہر کی اور جج سیسمنس کی جگہ اس کے بیٹے اوتانیس کو مقرر کیا۔

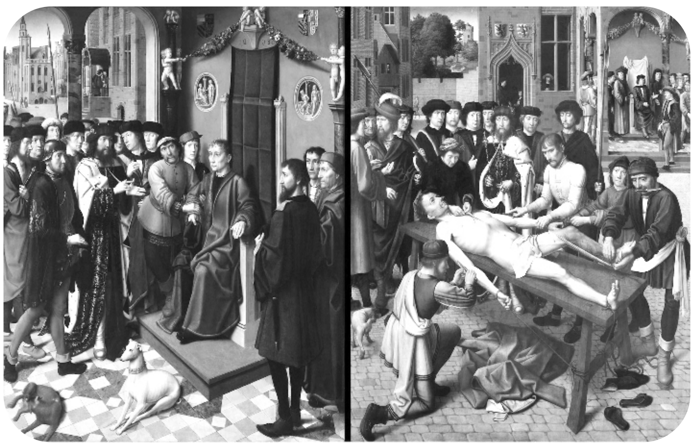

اس کے بعد اس نے فیصلہ سنایا اور حکم دیا کہ جج سیسمنس کی کھال (جلد) اتاری جائے۔ کھال اتاری گئی اور اس کھال کو جج کے بیٹھنے والی کرسی پہ چڑھا دیا گیا۔ اوتانیس Otanes اپنے غور و خوض میں ہمیشہ یہ یاد رکھنے پر مجبور تھا کہ وہ ہمیشہ اپنے پھانسی پانے والے باپ کی جلد پر بیٹھا رہتا تھا۔ اس سے اس کی تمام سماعتوں، غور و فکر اور جملوں میں انصاف اور مساوات کو یقینی بنانے میں مدد ملی۔

اگر ہم اس تاریخی واقعے کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ملک کے عدالتی نظام کو دیکھیں تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

ہمارا عدالتی نظام انتہائی کرپٹ اور غیر موثر ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں مقدمے التواء کا شکار ہیں۔ حیرت کی بات تو ہے کہ جہاں لاکھوں کروڑوں مقدمے عدالتوں میں پڑے ہیں وہاں سیل فون پر messages کیے جاتے ہیں کہ اگر آپ کو کسی بھی قسم کی کسی ادارے سے شکایت ہے تو آپ ادارے کا نام لکھ کر میسج کریں تو آپ کو 60 دن میں انصاف دلایا جائے گا۔ ذرا غور طلب بات ہے۔ 25,25 سال ایک مقدمے کو لگ جاتے ہیں جبکہ یہی عدالتیں اشرافیہ کی خدمت کیلئے ہر وقت تیار ہیں۔

یہ وہ کاغذ ہیں جن پر محبت، وفاداریاں، دوستیاں، بھائی چارہ، انصاف، رشتے، اعتماد، بھروسے اور دنیا کا سب کچھ بکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی معاشرہ اور انکا عدالتی نظام ہم سے کئی درجے بہتر ہے اور یہاں ہمارے عدالتی نظام پر ہر طرح انگلی اٹھائی جاتی ہے۔ بہرحال جس معاشرے میں کرپشن سے پاک انصاف فراہم کیا جاتا ہے وہاں ترقی کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں پہلے خود کو درست معنوں میں سیدھے رستے پر لے کر آنا ہے۔ ہمیں اپنا عدالتی نظام اور پھر ہی نچلی سطح سے لے کر آخری حد تک انصاف کے لیے راہ ہموار کرنی ہے۔ ہمیں ظلم کے خلاف آواز اٹھانی ہے اور مظلوم کا ساتھ دینا ہے چاہے ظالم ہمارا کوئی اپنا باپ، بیٹا، یا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ ایک طرف ملک میں ظلم کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے وہیں دوسری طرف سے انصاف کرنے والوں کی کمی ہوتی جا رہی ہے۔ اگر ایسا ہی چلتا رہا تو دیکھتے دیکھتے انصاف کا بالکل نام و نشان مٹ جائے گا اور ہر طرف صرف ظلمت ہی ظلمت ہوگی۔ اس لیے ہم سب کو ظلم کے خلاف آواز اٹھانی ہوگی اور کوئی بھی انسان جو انصاف کی پکار لگائے اس کا ساتھ دینا ہوگا۔ کیونکہ جب ہم سب ایک ساتھ مل کر انصاف مانگیں گے تبھی جا کر لوگوں کو شنوائی ہوگی اور جب ہم آج کسی اور کے لیے کھڑے ہوں گے تو وہی لوگ کل ہمیں انصاف دلانے کے لیے کھڑے ہونگے۔ ایک رہنے میں ہی سب کی جیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے حالات کو درست فرمائے اور ہمیں انصاف کرنے کی توفیق دے اور شیطانی قوتوں سے بچائے آمین یارب العالمین

سمعیہ فاطمہ اور میری پیاری امی جان

ام عبداللہ ہاشمی

یہ1995 کا ایک دن تھا جب میری خالہ کے ہاں ایک بہت ہی پیاری اورخوبصورت بچی نے جنم لیا۔خالہ سکول میں استانی تھی ۔ بچی دادی اور پھوپھی کی آغوش میں پلنے بڑھنے لگی۔ بھوری آنکھوں والی، بھورے بالوں والی سمعیہ فاطمہ کسی دیس کی شہزادی لگتی تھی۔ریڈ فاؤنڈیشن میں ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا تو سمعیہ ایک بے حدلائق وفائق طالبہ کے طور پر ہمیشہ اول درجے پر رہی۔میٹرک میں سمعیہ دختران اسلام اکیڈمی صادق آباد میں داخل کروائی گئی۔سمعیہ فطری طور پر بے حد نازک شرمیلی اور معصوم سی تھی۔ چونکہ سمعیہ نے جونہی ہوش سنبھالا تو اپنے سے تین چھوٹے تین بھائیوں اور ایک بہن کا ہرطرح سے خیال رکھا۔نہایت ذمہ داری کے ساتھ کم گو سی سمعیہ کو جب اس کے نٹ کھٹ اور بے حد شرارتی بھائی تنگ کرتے، کبھی مارتے بھی تو بھی وہ ایک کونے میں جا کر روکر خاموش ہوجاتی ۔سمعیہ تعلیمی مراحل طے کرتی گئی تو ایک سال کے لیے الھدٰ ی میں داخل کروائی گئی، میری چھوٹی بہن اقراء بھی ساتھ تھی ایک سال کے بعد ان دونوں نے اسلامک یونیورسٹی میں داخلہ لیا پہلے تو عام ہوسٹل میں رہی ۔ پھر دھان پان سی سمعیہ نے باہر کا کھانا نہ کھانے کے باعث خود ہی تین عدد کمروں اور کچن پرمبنی ایک گھر لے لیا۔سمعیہ ایم اے کے بعد ایم فل کرنے لگی اور ساتھ میری بہن اقراء اور راولاکوٹ کی ایک لڑکی اور اپنے دو بھائی بھی ساتھ رکھے ۔سمعیہ سارا کام خود کرتی ،کھانا پکانا سے لے کر صفائی اور کپڑے دھونے تک کا عمل ۔اس کا یہ عارضی گھر سکستھ روڈ پر واقعہ تھا۔الھدٰ ی سے آنے کے بعد سمعیہ بے حد مذہبی ہوگئی۔فل گاؤن سکارف اور نماز کی پابند سمعیہ کو لڑنا آتا ہی نہ تھا۔کبھی کسی سے لڑائی نہیں کی اگر کوئی کرتی تو کونے میں جا کر آنسو بہا کر اس بندے کے ساتھ پھر نارمل۔ چھوٹا بھائی منیب بے حد ضدی من موجی سا تھا بہت تنگ کرتا ۔اکثر پریشان ہوجاتی امی فون کرتی تو ان سے چھپالیتی کہ امی کا بی پی ہائی نہ ہوجائے ۔میں جب بیمار ہوکر ہاسپٹل ایڈمٹ ہوئی تو سمعیہ کا گھر چندمنٹ کی واک پر تھا۔ اکثر ہاسٹل جاتی طرح طرح کے کھانے پکاتی اور ہاسپٹل لے جاتی۔ میری امی ہاسپٹل کے ماحول سے قدرے تنگ پڑتی تو فوراً ان کو اپنے گھر لے جاتی ،ریلیکس کرواتی۔امی کو ریشین سیلڈ کھلایا جو کہ امی کو بے حد پسند آیا۔میرا بیٹا عبداللہ بھی امی نے بلا لیا کہ امی اس کے بغیر رہ نہ سکتی تھی تو عبداللہ کو اپنے میٹرس پر بٹھا کر لیپ ٹاپ دے دیتی وہ کارٹون دیکھتا رہتا ،وقت پر اس کو کھانا کھلاتی۔عبداللہ کی عادت ہے کہ جب سب رات کا کھانا کھا لیتے ہیں تو پھر سے بھوک کا شور مچاتا ہے، اس کے لئے لیز، چاکلیٹ بسکٹ لاتی صبح جلدی جاگ جاتی ناشتہ اور سب کے لیے لنچ بھی صبح کے وقت ہی تیار کردیتی ۔ بے حدا یکٹیو رہتی کم کھاتی کم سوتی اور کم بولتی ۔۔۔ شرمیلی اسقدر کہ سمعیہ کے ابو سعودی عرب میں مقیم ہیں ۔تو جب وہ گھر آئے تو ان سے بھی بے حد شرماتی سمعیہ اپنی امی سے کہتی ۔امی میں پی ایچ ڈی بھی کروں گی ۔سمعیہ نے ساتھ ہی بی ایڈ میں ایڈمیشن لیا ہوا تھا اوپن یونیورسٹی میں ستائیں مئی کو سمعیہ آخری پیپر دے کر منیب کے ساتھ بائیک پر آرہی تھی آنے سے پہلے اس نے گھر کا سودا سلف کسی مارکیٹ سے خریدا ،تین عدد کپڑوں کے جوڑے ایک امی کے لیے ،چھوٹی بہن کے لیے اور ایک اپنے لیے ۔اس نے ویڈیو کال کر کے امی سے کہا میں تیاری کر رہی ہوں، پیپر کے دینے کے بعد رات آٹھ بجے میں آپ کے پاس ہوں گی کیونکہ میرا آخری پیپر ہے ۔ پانچ بجے وہ چھوٹے بھائی منیب کے ساتھ واپس آرہی تھی تو سکستھ روڈ پر کسی کار نے نہایت بری طرح سے بائیک کو ٹکر ماری ۔سمعیہ چونکہ پیچھے بیٹھی تھی اس لیے سب سے زیادہ انہیں لگی وہ سر کے بل ایک دیوار سے جا لگی پھر منہ کے بل سڑک پر گر پڑی اور منیب بھی بے ہوش ہوگیا۔ پاس ہی چند لوگ کھڑے تھے جو مری جا رہے تھے وہ سب دیکھ کر رک گئے ۔سمعیہ کے سر اور منہ سے خون کے فوارے پھوٹ نکلے ۔وہ تین فرشتہ صفت زخمیوں کو بے نظیر ہسپتال لے گئے ۔میری خالہ نے جب سمعیہ کے نمبر پر کال کی آگے سے ڈاکٹر نے جواب دیا کہ ان کا ایکسیڈنٹ ہو چکا ہے بچی سیریس ہے ان کا دماغ ماؤف ہو چکا ہے ،خالہ کی دیورانی نے فون لیا اور ساری تفصیل بتائی۔خالہ نے حبیب کو کال کی اور میری بہن اقراء اور اسماء کو بتایا وہ جلد ہسپتال پہنچے ۔سب سے پہلے ان کو دیکھ کر چیخ نکل گئی ان کا خون تیزی سے بہہ رہا ہے ۔زخمیوں کو ہولی فیملی منتقل کیا گیا، اسماء اور حسن بھائی بھی آ گئے ،خالہ سمعیہ کی دادی اور چاچو بھی چلے گئے اور پوچھا سمعیہ کدھر ہے جب بتایا گیا کہ سمعیہ یہ ہے تو خالہ کمرے سے باہر بھاگ آئی کہ یہ میری سمعیہ نہیں ہے ڈاکٹرز نے خون مانگا اس کا ہم نے ارینج کیا مگر رات گیارہ بجے سمعیہ اپنے پیارے اللہ کے پاس چلی گئی۔

کم گو سمعیہ ہر دکھ اور تکلیف بہت بہادری سے برداشت کر لیتی تھی ۔ وہ سب کی لاڈلی تھی ان کی بے شمار سہیلیاں تھیں ۔ بڑی عمر کی خواتین کو بھی سمعیہ سہارا دیتی ۔ ہرطرح سے مدد کرتی وہ انسان دوست تھی ۔ ہمارے گھر تو بہت آتی تھی ۔بچپن سے ہی ۔اس دفعہ چھوٹی عید کے دوسرے دن تینوں ماں بیٹیاں آئیں تھیں ۔گاڑی والے نے سڑک دیکھ کر صاف انکار کیا تھا اور وہ روڑ پر ہی تار کر چلا گیا۔تینوں خراماں خراماں چلتی ہوئی آ گئی،عروج آزاد کی امی بھی ان کے ساتھ ہمارے گھر کے قریب ایک فوتگی پر آئی ۔ وہ کہنے لگی میں نے اس کو سرتا پا دیکھا بے حد سادہ اور شریف سنا تھا خوشحال بھی ہیں اور بچی کسی یونیورسٹی میں بہت بڑی کلاس میں ہے مگر ذرہ بھر نخرہ یا فیشن اس کی زندگی میں نظر نہ آیا۔سادہ طبیعت معصوم شرمیلی کم گو سمعیہ کو اللہ نے شہادت کا رتبہ دیا ہے کیونکہ علم کی راہ میں چلنے والے اگر اس راہ میں مر جائیں تو شہید ہوتے ہیں۔اس کا منہ اور سر بہت متاثر تھا باقی جسم محفوظ تھا ہاتھ پر سیاہی کا نشان تھا۔وہ اپنے ماں باپ کی سب سے بڑی بیٹی تھی۔ظاہر ہے، بہت بڑا غم تھا مگر اللہ حوصلہ دے دیتا ہے

۔اللہ سمعیہ کی قبر کو جنت کا ایک باغ بنا دے۔آمین

☆☆☆

سردیوں کی سوغات، سبز لہسن کے چند حیران کُن فوائد

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک) :موسم سرما کے آتے ہی جہاں یہ موسم خشک میوہ جات کی سوغات اپنے ساتھ لاتا ہے وہیں عمدہ اقسام کی سبزیاں بھی سردیوں کے آتے ہی مارکیٹ میں نظر آنے لگتی ہیں ان سبزیوں کا استعمال نا صرف ذائقے دار ہوتا ہے بلکہ ہمیں موسمی بیماریوں سے بھی نبرد آزما ہونے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ سبز لہسن کا شمار بھی ان سبزیوں میں ہوتا ہے جو ہمیں سردیوں میں ہی دستیاب ہوتی ہیں، اس کے بے شمار طبی فوائد ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

ذیابطیس، کولیسٹرول، بلڈ پریشر

یہ تینوں دائمی بیماریاں جو پروان چڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں وہیں یہ نت نئی بیماریوں

کو بھی دعوت دیتی ہیں اور خاموش قاتل کی طرح جسم کو کمزور کرنا شروع کر دیتی ہے۔ ماہرین کے مطابق سبز لہسن میں یہ خوبی ہے کہ وہ بلڈ پریشر کو نارمل کرنے اور خراب کولیسٹرول کا خاتمہ کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ خون میں گلوکوز کی مقدار کو بھی کم کرنے میں انتہائی مفید سمجھا جاتا ہے۔

قوت مدافعت

ہرے لہسن میں موجود ایک خاص قسم کا سلفر جسے Allicin کہا جاتا ہے، قوت مدافعت کو بڑھاتا ہے اور موسمی بیماریوں سے لڑنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اس لیے موسم سرما میں جب نزلہ زکام اور کھانسی وغیرہ سر اُٹھانا شروع کریں تو سبز لہسن کو اپنی خوراک کا حصہ لازمی بنائیں تاکہ ڈاکٹر کے پاس جانے سے بچ سکیں۔

قُدرتی اینٹی بائیوٹک

ہرا لہسن قُدرتی اینٹی بائیوٹک خوبیوں کا حامل ہے اور ایک ایسی سبزی ہے جس میں اینٹی بیکٹریل اور غیر سوزشی خوبیاں بھی شامل ہیں جو بے شمار تکلیف دہ بیماریوں، جن میں جوڑوں کا درد، اعضا کی سوزش، انفیکشن، سانس کی بیماریاں وغیرہ، کو، جسم میں سر نہیں اُٹھانے دیتیں۔

امراض قلب

سبز لہسن جہاں ذیابطیس، کولیسٹرال اور بلڈ پریشر کو کنٹرول کرکے ان بیماریوں سے دل کو متاثر نہیں ہونے دیتا وہاں اس سبزی میں پولی سلفائیڈ اور میگنیز جیسے منرل کی موجودگی اسے دل کے لیے انتہائی مفید بنا دیتی ہے اور اس سبزی کا روزانہ استعمال دل کی بیماریوں سے چھٹکارے کا باعث بنتا ہے۔

دماغ میں خون کی گردش

یہ سبزی خون کی روانی کو بہتر بنانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی خاص طور پر یہ دماغ میں خون کی گردش کو بہتر بناتی ہے جس سے دماغ کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے اس میں شامل اینٹی آکسائیڈینٹس یاداشت کو بہتر بناتے ہیں، لہسن کھانے والوں کا دماغ دیگر افراد کی نسبت زیادہ بہتر انداز میں کام کرتا ہے۔

ایرانی نوجوان دنیا کا سب سے پست قامت شخص قرار

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک) :ایران کے 20 سالہ شخص نے دنیا کے پست قامت شخص کا گینیز ورلڈ ریکارڈ اپنے نام کرلیا۔ گینیز ورلڈ ریکارڈز کی جانب سے ایران کے صوبے مغربی آزربائیجان کے ایک گاؤں سے تعلق رکھنے والے افشین اسماعیل غدرزادے کا قد 2 فٹ اور 1.6 انچز ہونے کی تصدیق کردی گئی۔ افشین اسماعیل کے والدین نے بتایا کہ جب افشین پیدا ہوئے تو ان کا

وزن صرف 680 گرام تھا جبکہ اب ان کا وزن 6.4 کلوگرام ہے۔ افشین اسماعیل نے اپنے قد کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا' میں جانتا ہوں دنیا کا سب سے بلند قامت شخص کون ہے۔ میں شاید ان کی ہتھیلی میں سما جاؤں۔ افشین، جو اپنے پست قد کی وجہ سے روزگار کے حصول میں مشکلات کا شکار ہیں، کا کہنا تھا کہ وہ پُر امید ہیں کہ ان کی مشہوری ان کو اپنے خاندان کو سہارا دینے میں مدد دے گی۔ اس سے قبل یہ ریکارڈ کولمبیا کے 36 سالہ ایڈورڈ 'نینو' ہرنینڈز کے پاس تھا۔

صرف 33 سیکنڈ میں دنیا کی تیز ترین 10 مرچیں کھانے کا نیا ریکارڈ قائم

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک): کیلیفورنیا کے ایک شخص نے غیر معمولی ہمت دکھاتے ہوئے دنیا کی

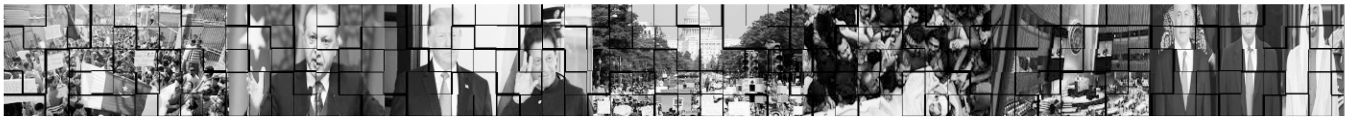

تیز ترین دس ایسی مرچیں کھائی ہیں جو عام افراد ایک مرچ بھی حلق سے نہیں اتار سکتے۔ کیرولینا ریپر نامی مرچ زبان پر رکھنا بھی محال ہے کیونکہ اس کے غیر معمولی کیمیکل منہ میں ہولناک جلن پیدا کرتے ہیں۔ یہ ریکارڈ سان ڈیاگو میں بنایا گیا ہے جب گریگری فوسٹر نے صرف 33.15 سیکنڈ

میں دنیا کی دس تیز ترین مرچیں چٹ کر ڈالیں اور کھڑے رہے۔ آٹھ ماہ قبل انہوں نے 8.72 سیکنڈ میں ایسی ہی تین مرچیں کھائی تھیں جس پر ایک ریکارڈ اپنے نام کیا تھا۔ کیرولینا ریپر نامی ایک مرچ کی شدت کا اندازہ یوں لگائیں کہ اس میں 1,641,183 اسکوویل ہیٹ یونٹ ہوتے ہیں جو اس کی تیزی اور ترشی کو ظاہر کرتے ہیں۔ عام جلپا نو مرچ کی شدت عام طور پر 2 سے 8 ہزار یونٹ تک ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ایک ٹکڑا بھی 30 سیکنڈ تک زبان پر نہیں رکھا جا سکتا۔ عام افراد اسے کھانے کے بعد گر سکتے ہیں، قے کرتے ہیں اور جلن سے رونے لگتے ہیں۔

روشنی اور آواز سے الزائیمر کا مرض کم کرنے میں کامیابی

کشمیر الیوم (مانیٹرنگ ڈیسک): الزائیمر کا مرض اس وقت دنیا بھر کے لیے ایک چیلنج بن چکا ہے جس کے علاج کی ایک غیر روایتی راہ سامنے آئی ہے۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ روشنی اور آواز

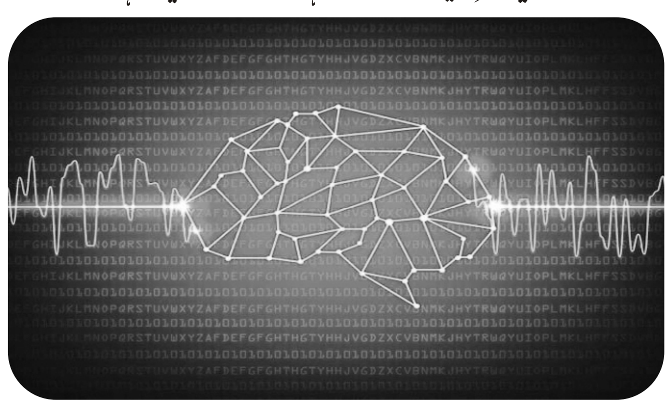

کے ذریعے اس تکلیف دہ بیماری کی شدت کم کی جا سکتی ہے اور اس میں بہت فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ پبلک لائبریری آف سائنس ون میں شائع ایک تحقیق کے مطابق ابتدائی تجربات میں یہ تھراپی مفید ثابت ہوئی ہے۔ تاہم ابھی کچھ مریضوں پر ہی اسے آزمایا گیا ہے۔ میساچیوسیٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (ایم آئی ٹی) کے پروفیسر لائی ہوئے سائی اور ان کے ساتھیوں نے سات برس تک اس پر تحقیق کی ہے۔ دماغ میں بننے والے مضر پروٹین الزائیمر کی وجہ بنتے ہیں۔ ماہرین نے چوہوں پر خاص روشنی کے جھماکے ڈالے اور کچھ آوازیں سنائیں تو مضر پروٹین کم ہونے لگے۔ مسلسل غور سے معلوم ہوا کہ 40 ہرٹز کی روشنی جادوئی خواص رکھتی ہے اور علاج کے لیے موزوں قرار پائی۔ چوہوں کے بعد اس تھراپی کو اسپتال میں 43 مریضوں پر آزمایا جسے گیما ای این ٹریٹمنٹ یوزنگ سینسری سیمولیشن (جینس) کا نام دیا یعنی ان پر مختصر وقفے کے لیے روشنی ڈالی گئی اور آوازیں سنائی گئیں جبکہ اس دوران ای ای جی سے دماغ کو نوٹ کیا جاتا رہا۔ لیکن اس میں تندرست افراد کے ساتھ ساتھ الزائیمر اور مرگی کے مریض بھی شامل تھے۔ معلوم ہوا کہ دماغ کے بہت سے حصے 40 ہرٹز کی فریکوئنسی کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ مزید تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس فریکوئنسی کی روشنی اور آواز بہت اہم ہے کیونکہ وہ نہ صرف حسیاتی مقامات کو سرگرم کر رہی ہے بلکہ ایمگڈ الا، ہپوکیمپس اور انسیولہ کو بھی جگاتی ہے۔ دوسرے تجربے میں 15 ایسے لوگ شامل تھے جنہیں ابتدائی درجے کی الزائیمر لاحق تھی۔ انہیں ایک آلہ دے کر کہا گیا کہ وہ اسے گھر لے جائیں اور ایک گھنٹے روزانہ استعمال کریں۔ اس آلے میں 40 ہرٹز روشنی خارج کرنے والی ایل ای ڈی اور اور اس کے ساتھ آواز خارج کرنے والا آئی پیڈ ٹیبلٹ اور اسپیکر لگا تھا۔ مریضوں نے آئی پیڈ پر ویڈیو دیکھی اور اس دوران ایل ای ڈی جھماکوں سے روشن ہوتی رہی۔ تین ماہ کے بعد جن افراد نے 40 ہرٹز کی روشنی اور آواز سنی تھی ان کے مرض میں واضح فرق سامنے آیا۔ اس کے بعد یادداشتی ٹیسٹ اور دوسری اشیا سے ان کی مزید آزمائش کی گئی۔ ایسے مریض قدرے مطمئن اور پرسکون نیند لینے لگے، یہاں تک کہ ان کی روزمرہ کارکردگی بھی بہتر ہونے لگی۔ اگلے مرحلے پر مریضوں کی ایک بڑی تعداد پر اسے آزمایا جائے گا۔

خشک ہوتی لکڑی سے بجلی حاصل کرنے میں کامیابی

کشمیر الیوم (مانیٹرنگ ڈیسک): سویڈن کے انجینیئروں نے پودوں اور درختوں کی فطری کیفیت کو اس طرح بڑھایا ہے کہ درخت میں نمی اور خشک ہونے کے قدرتی چکر سے بجلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ کے ٹی ایچ رائل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے ماہرین کے مطابق لکڑی میں نمی اور خشکی کا عمل ’ٹرانسپائریشن‘ کہلاتا ہے جو تمام پودوں اور درختوں میں ہوتا ہے۔ جب پودوں کا پانی بخارات بن کر اڑتا ہے تو اس سے حیاتی بجلی (بایو الیکٹرسٹی) پیدا ہوتی ہے۔ تاہم بجلی کی اس خفیف مقدار کو بڑھانے کے لیے لکڑی کے خلیات کی ری انجینیئرنگ کی گئی ہے جس میں سوڈیم ہائیڈرو آکسائیڈ استعمال کیا گیا ہے۔ اس طرح لکڑی کے سیلز (خلیات) کو بہت نفوذ پذیر، زیادہ وسیع بنایا گیا ہے

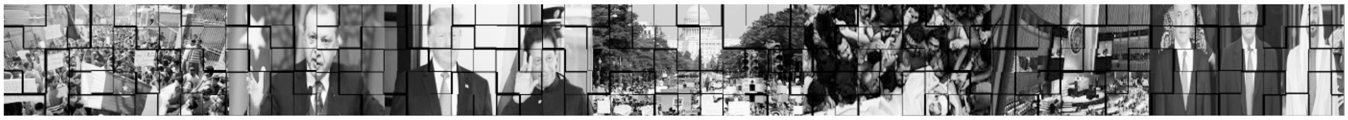

تاکہ پانی اس میں زیادہ جاسکے اور نکل سکے۔یعنی پانی کی آمدورفت جتنی بڑھے گی اس فرق سے بننے والی بجلی اتنی ہی زیادہ ہوگی اس کے لیےلکڑی کی پی ایچ سطح میں بھی ردوبدل کیا گیا۔انجینیئر یوآن یوآن لائی نے بتایا کہ ہم نے معمول کی اور پھر تبدیل شدہ لکڑی کے سطح، خلیات، پانی کے

گزرنے جیسے تمام عوامل کا جائزہ لیا ہے۔اس طرح لکڑی ایک وولٹ فی مربع سینٹی میٹر تک بجلی خارج کرتی ہے جو درمیان میں ضائع ہوکر بھی ہم تک 1.35 مائیکروواٹ تک پہنچتا ہے۔ایک تجربے میں لکڑی نے دو سے تین گھنٹے تک بجلی فراہم کی جس کے لیے دس مرتبہ پانی کم اور زیادہ کیا گیا پھر یوں ہوا کہ بجلی کی مقدار کم ہونے لگی۔تاہم اس سے ایل ای ڈی اور کیلکیولیٹر جیسے چھوٹے آلات چلائے جاسکتے ہیں۔اگر کوئی لیپ ٹاپ چلانا ہے تو اس کے لیے لکڑی کا رقبہ ایک مربع میٹر تک بڑھانا ہوگا جو ایک سینٹی میٹر تک موٹا بھی ہو۔تاہم اس کے لیے دو لیٹر پانی درکار ہوگا۔

اسرائیل میں 7 ہزار سال قدیم پاکستانی کپاس دریافت ہوئی، ماہرین آثارِ قدیمہ

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک) :آثارِقدیمہ کے ماہرین نے اسرائیل کے ایک چھوٹے اور ویران

گاؤں میں پاکستان کی 7200 سال پرانی کپاس کی باقیات دریافت کی ہیں۔غیر ملکی میڈیا کے مطابق اس گاؤں سے ملنے والی کپاس نیلے اور دیگر رنگوں کی ہے جبکہ اس گاؤں میں دیگر قدیم کھنڈرات بھی موجود ہیں۔اس حوالے سے امریکی اور اسرائیل کی یونیورسٹی نے اپنی تحقیق میں بتایا ہے کہ یہ کپاس پاکستان سے اسرائیل تجارت کے ذریعے پہنچی۔اسرائیلی یونیورسٹی اور اس تحقیق کے ایک مصنف نے کہا ہے کہ میرے خیال میں یہ کپاس مقامی نہیں ہے کیونکہ یہ صرف گرم ماحول اور بہت زیادہ پانی کے ساتھ اگتی ہے۔انہوں نے کہا کہ تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ اسرائیل میں پائی جانے والی کپاس کا تعلق پاکستان سے ہے۔رپورٹس کے مطابق تحقیق کے مطالعہ سے مزید پتا چلا ہے کہ روئی کے استعمال کے قدیم ترین آثار بلوچستان کے علاقے مہرگڑھ میں موجود ہیں، جہاں اس کا استعمال تقریباً 7500 سے 8500 سال پہلے ہوتا تھا۔

برطانوی جوڑے نے سائیکل پر دنیا کا چکر لگالیا، گنیز ورلڈ ریکارڈ میں درخواست جمع

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک) :ایک برطانوی جوڑے نے گنیز ورلڈ ریکارڈ میں یہ درخواست جمع کروائی ہے کہ ان کے ناموں کا ڈبل سیٹ و پیڈل والی سائیکل پر سواری کے ذریعے 180 دنوں میں 21 ملکوں سے ہوتے ہوئے 18 ہزار میل طے کر کے دنیا کا چکر لگانے کے حوالے سے بطور

عالمی ریکارڈ اندراج کیا جائے۔برطانیہ سے تعلق رکھنے والے لورا میسی اور ان کے شوہر اسٹیو میسی یکم دسمبر کو جرمنی کے صدر مقام برلن پہنچے، واضح رہے کہ چھ ماہ قبل ان دونوں نے یہیں سے اپنی یہ منفرد ڈبل پیڈل عالمی سائیکل سواری کا تیز ترین ریکارڈ بنانے کی کوشش کا آغاز کیا تھا۔اس جوڑے کا کہنا تھا کہ انہوں نے دنیا کے گرد چکر لگانے کی اپنی یہ کوشش ڈبل سائیکل سواری (مکسڈ) کے ریکارڈ کو اپنی ہم وطن خواتین سائیکل سوار جوڑی کیٹ ڈکسن اور راز مارسڈن سے زیادہ تیز یعنی کم وقت اور دنوں میں بنانے کے لیے شروع کیا تھا۔دوسری جانب کیٹ ڈکسن اور راز مارسڈن نے یہ ریکارڈ 263 دن، 8 گھنٹے اور سات منٹ میں بنایا تھا، جبکہ لورا اور اسٹیو میسی نے نیا ریکارڈ 180 دنوں میں بنایا ہے۔

☆☆☆

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں!

صائمہ صبرین

ایک دھماکا۔۔! ننھا سا پرندہ کچھ وقت کے لئے پھڑ پھڑاتا ہے اور پھر زمین پر آ کر گر جاتا ہے۔ایک ۱۰ سالہ نرم دل بچہ، جس نے اس پرندہ کو اپنی کھلونے والی بندوق کا نشانہ بنایا تھا اس کی طرف دوڑتا ہے اور اپنے ہاتھوں میں اٹھالیتا ہے۔سوچتا ہے کہ یہ پرندہ تو دیکھنے میں چڑیا کی طرح ہے لیکن اس کے گلے پر ایک عجیب سا پیلے رنگ کا نشان ہے، آخر یہ کونسی چڑیا ہے؟ یہ سوچتے ہوئے پرندہ کو اپنے ننھے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے اپنے ماما کے پاس پہنچتا ہے جو خونخوار جانوروں کے شکاری تھے۔ ماما اس پرندہ کو پہچان نہیں پاتے اور اپنے بھانجے کو بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی (BNHS) کے سکریٹری کے پاس لے جاتے ہیں جہاں بچہ پرندوں کے نقلی نمونہ کے ذریعے اس پرندہ کو پہچان لیتا ہے۔یہاں سے اس بچے کی پرندوں کی دنیا میں دلچسپی کا آغاز ہوتا ہے جس کو ساری دنیا آج ڈاکٹر سالم معزالدین عبدالعلی کے نام سے جانتی ہے۔

پرندوں سے ڈاکٹر سالم علی (انہیں سلیم علی بھی کہتے ہیں) کو اس قدر لگاؤ تھا کہ آپ اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے کتاب "The Fall of the Sparrow" میں لکھتے ہیں کہ، جب وہ پرندوں پر توجہ مرکوز کرتے تو گویا دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے تھے۔آپ نے علم حیوانات میں اپنی ڈگری مکمل کی۔کوئی چیز آپ کو پرندوں کی تحقیق کرنے سے روک نہیں سکتی تھی، نہ خراب موسم اور نہ ہی خستہ حال علاقے۔آپ نے ہندوستان کے ایک ایک کونے کا احاطہ کیا۔ایک بوڑھا شخص اپنی زندگی گزارنے کے لیے امن اور پرسکون جگہ تلاش کرتا ہے، لیکن ڈاکٹر سالم علی ایک عظیم قادوس پرندے (Great Albatross) کی مانند تھے جو بلندی پر اڑ رہے تھے، ہر پرندے کو دیکھتے اور ان کی آواز سے لطف اندوز ہوتے۔

ڈاکٹر سالم علی کو علم الطیور (Ornithology) کے باقائدہ مطالعہ کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔انہوں نے متعدد جرنل، مضامین، مشہور اور معتبر علمی کتابیں اور فیلڈ گائیڈز لکھے۔ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں سے "The Book of Indian Birds" اب بھی ابھرتے ہوئے ماہرین

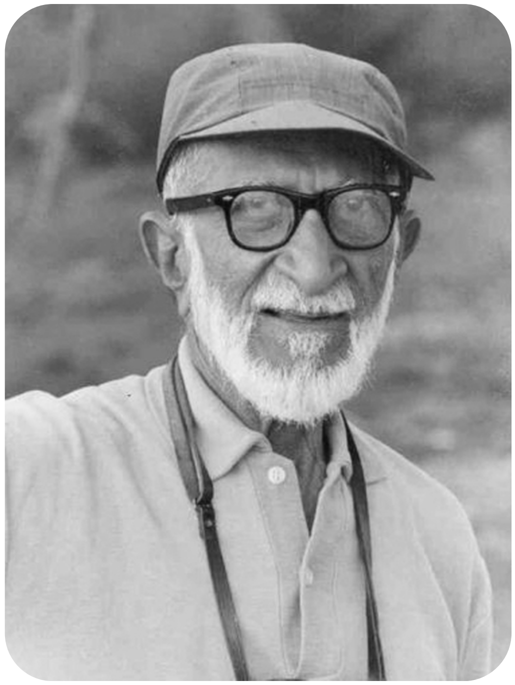

طیوریات کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ملک کی 3 معتبر یونیورسٹیوں نے انہیں اعزازی ڈاکٹریٹ سے نوازا۔

سالم علی نے نہ صرف علم الطیور میں مہارت حاصل کی بلکہ ماحول کے تحفظ کے میں بھی اپنا حصہ ادا کیا۔مثال کے طور پر بھرت پور برڈ سینکچری کا قیام جسے' کیولا دیو نیشنل پارک' بھی کہا جاتا ہے، آج مختلف چرند پرند، آبی پنکھ رکھنے والے، پانی میں اڑنے والے اور پانی کے کنارے رہنے والے کمیاب مخلوقات کا گھر ہے۔ساتھ ہی آپ نے نایاب پودوں اور جڑی بوٹیوں کے ایک قیمتی ذخیرہ کی وادی کا دورہ کیا جسے ہٹا کر ہائیڈل پروجیکٹ کی منصوبہ بندی کی جا رہی تھی اور اس کو ترک کرنے کی اپیل کی۔آج اسی وادی کو ہندوستان میں' سائلنٹ ویلی نیشنل پارک (کیرلا)' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔آپ کی دریا دلی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ڈاکٹر صاحب کو ان کی غیر معمولی خدمات کے لیے ۵ لاکھ روپے کا بین الاقوامی ایوارڈ دیا گیا تو انہوں نے تمام رقم بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی (BNHS) کو عطیہ کردی۔ بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی کو خستہ حالی سے بچا کر دوبارہ جلا بخشنے میں ڈاکٹر سالم علی کا اہم کردار ہے۔

آپ کی مندرجہ بالا تمام خدمات اور پرندوں سے لگاؤ کو سامنے رکھتے ہوئے، ڈاکٹر صاحب کو "The Birdman of India" کہا جاتا ہے۔حکومت ہند نے بھی انہیں 1958 میں پدم بھوشن اور ۱۹۷۶ میں پدم وبھوشن سے نوازا۔ وہ پہلے غیر انگریز تھے جنہیں 1967 میں British Ornithologists' Union) کی جانب سے گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔ اسکے علاوہ، نیدرلینڈس، روس اور سویزرلینڈ میں بھی ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے اعلیٰ ترین اعزازات سے نوازا گیا۔

ڈاکٹر سالم علی کو علم الطیور (Ornithology) کے باقائدہ مطالعہ کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

نامور ماہر طیوریات اپنی انہیں خدمات کے ساتھ ساتھ کینسر کی جنگ مدت طویل تک لڑتے رہے اور 20 جون 1987 کو 90 سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ڈاکٹر سالم علی کی بے مثال خدمات، ان کی کتابیں اور پرندوں سے محبت کی میراث آج بھی لوگوں کے دلوں میں تازہ ہے۔آپ نے جاتے ہوئے آج کے نوجوانوں کے لئے جو اہم سبق اپنی زندگی کے ذریعے سکھلایا ہے، وہ ہمیں پرندے ہی کے ذریعے ملتا ہے۔

پرندہ جانبِ دانہ ہمیشہ اڑ کر جاتا ہے
پرندے کی طرف اڑ کر کبھی دانہ نہیں آتا

ٹھیک اسی طرح علم انسان کے پاس خود نہیں پہنچتا۔اپنے دلچسپی کا موضوع تلاش کرنا اور یہ سوچنا کہ اس کے ذریعے ہماری اس میدان میں کیا خدمت ہو سکتی ہے یہ آج کے نوجواں کی ذمہ داری ہے۔

☆☆☆

ادھورا شعر

زبیر اختر

تذکرہ ہے شعر مکمل کرنے کا... یعنی ایک مصرع موجود ہو اور شعر مکمل کرنا ہو۔ 'طرحی' مصرع کی ایک عام روایت رہی ہے کہ ایک مصرع دے دیا گیا، اب مصرع جوڑ کر شعر مکمل کیا جائے یا پوری غزل ہی بنا دی جائے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی صاحب کا مصرع اٹک گیا (یا پھنس گیا)۔ یعنی ایک مصرع بن گیا دوسرا نہیں بن پا رہا۔ اس طرح شعر مکمل کرنے کے بہت سے قصے ہیں۔ غالب اور اقبال کے قصوں سے تو آپ بھی واقف ہوں گے۔ ایک صاحب کا مصرع اٹک گیا:

''اشک سے دشت بھرے آہ سے سوکھے دریا'' بتایا جاتا ہے کہ ان کے پیٹ میں درد شروع ہو گیا، راتوں کی نیند حرام ہو گئی، پھر کسی صاحب نے اُسے اس طرح پورا کیا: ''مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں، ہرن پانی میں'' کسی شاعر نے مصرع پڑھا ''ادھر چلمن سے تم جھانکو، ادھر چلمن سے ہم جھانکیں'' پھر اس کی تکرار کرتے چلے گئے، کسی دوسرے صاحب نے طیش میں آ کر شعر مکمل کر دیا

''لگا دو آگ چلمن کو نہ تم جھانکو نہ ہم جھانکیں'' اسی طرح ایک شاعر روزانہ دریا کے کنارے جا کر ''طرح'' کا مصرعہ الاپتے ''چمن سے آ رہی ہے بوئے کباب'' جگر صاحب نے جب کہ وہ کمسن ہی تھے یوں مکمل کیا کہ ''کسی بلبل کا دل جلا ہوگا''۔

اصل قصہ ہمارے عزیز ساتھی احسن صاحب کا ہے۔ موصوف پر بھی جنونِ شاعری کا مرض حملہ آور ہوا، لیکن شروع میں غزل اور شعر کی تعریفات سمجھنے میں کچھ غلطی ہو گئی۔ حضرت نے کہیں پڑھا (اور شاید خلافِ معمول صحیح پڑھا) کہ غزل کا ہر شعر معنی مطلب میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، لیکن ذہن میں غزل کی جگہ شعر رہ گیا... اب جو بعد میں اس غلط فہمی کا احساس ہوا تو پتہ چلا کے آس پاس کئی بکھرے ہوئے ''مصرعے'' موجود تھے، کوشش تو بہت کی کہ کوئی مصرع مکمل شعر میں تبدیل ہو جائے، لیکن نہ ہو سکا۔ قوت تخیل کی انتہا پر ذہن نے حتمی فیصلہ دے دیا اور وہ خوش ہو کر اس پر مطمئن بھی ہو گئے کہ ایک اکیلے شخص سے ایک ہی مصرع بن سکتا ہے۔ مکمل شعر کے لیے کسی دوسرے کی تلاش ضروری ہے۔ فوراً بڑے صاحب (جو کہ 'یقیناً' شاعر ہیں) کے پاس گئے اور مصرع بتایا...

''ستم ہے اس پری رو کی نگاہیں'' بڑے صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ''کہ ناگن ہو کوئی غیض وغضب میں'' ''یہ کیا......؟ کہاں پری رو اور آپ ناگن...؟'' بڑے صاحب مزاح کے موڈ میں تھے (اور وہ اس لیے کہ ہمارا یہ مضمون بھی کچھ مزاحیہ ہی واقع ہوا) کہنے لگے ... ''کہ بکرے خیر اب اپنی منائیں'' ''اتنے اچھے شعر میں بکرا وغیرہ...؟'' احسن صاحب نے شکایت کی۔ ''عاشقوں کے لیے قربانی کا بکرا نہایت موزوں لفظ ہے'' ''نہیں کچھ اور...'' ''کہ چوہے بھاگ کر اب بل میں جائیں'' ''جناب عالی! ہم نے اتنا اچھا مصرع کہا اور آپ ہیں کہ چوہا بلی کر رہے ہیں۔'' ''بلی ہم نے کب کہا؟'' ''ارے ناگن ... بکرا وغیرہ ...'' ''دیکھو! عشق و عاشقی کا مقام خط استوا سے نہایت بلند ہے اور آج انسانی صفات سطح زمین سے نیچے بلکہ تحت الثریٰ تک...'' ''تحت الثریٰ جانتے ہو؟''

''جی ...؟'' ''جانے دو۔ ہاں تو عاشق ومعشوق کے لیے انسانوں سے یا صفات انسانی سے تشبیہ مناسب نہیں، اس لیے حیوانوں کا سہارا لیا گیا۔ یوں بھی شاعری میں بے انتہا محبت کے لیے بلبل اور جاں نثاری کے لیے پروانے رائج ہیں۔ کہیں انسانوں کا بھی ذکر ہے؟ البتہ حیوانیت کا تذکرہ ہو تو تشبیہ و استعارہ کے لیے انسانوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ (خیر سے ہم وہاں موجود نہیں تھے ورنہ بتاتے انہیں مجنوں وفرہاد کے بارے میں، انسان ہو کر انسانوں پر طنز، دل جلے کہیں کے۔)

بہرکیف! احسن کا ہاضمہ اتنا قوی نہیں تھا کہ اس طرح کی باتیں برداشت کر سکے، لہٰذا آپ کی تشریف دوسرے رخ پر مبدل ہوئی، یعنی مجھ غریب کے دولت کدے پر وارد ہوئے۔ ہم نے بھی کسی زمانے میں (شاید زمانہ۔۔ حال میں ہی) خود کو مصلحتاً شاعر کہا تھا۔ حضرت نے بطورِ تمہید اردو ادب کا تذکرہ چھیڑا، پھر شعر وشاعری کا اور آخر کار کہہ ہی بیٹھے کہ... ''اس باب میں، میں نے بھی کچھ کہا ہے'' ''جی...؟ سنائیے'' میں نے استعجابیہ لہجے میں کہا کہ نہ جانے کون سا باب

''ستم ہے اس پری رو کی نگاہیں''۔ واہ! اچھا مصرع کہا آپ نے، ابتدا ہی اتنی اچھی ہے تو یقیناً آپ آگے چل کر ایک اچھے شاعر ہو سکتے ہیں... اس طرح کی اور باتیں میں کرتا رہا کہ ذہن میں کچھ آ ہی جائے اور دوستوں کی محفل میں ''برجستہ شاعر'' کا خطاب بھی مل جائے... اور اس خیال میں کامیاب بھی ہوئے۔ (یا حقیقتاً ہم ''برجستہ شاعر'' واقع ہوئے ہیں) ''جو ذہن وہ عقل کو مدہوش کر دے''

تھا! ''وہ... دراصل... میں نے بھی تھوڑی شاعری شروع کر دی ہے، ایک مصرعہ ہے مکمل کریں...'' یاد نہیں اس وقت ہماری کیا حالت ہوئی ہوگی (دراصل یاد تو اچھے سے ہے، لیکن اس کے لیے جو خاص لفظ ہے وہ یاد نہیں آ رہا۔)

''ستم ہے اس پری رو کی نگاہیں''۔ واہ! اچھا مصرع کہا آپ نے، ابتدا ہی اتنی اچھی ہے تو یقیناً آپ آگے چل کر ایک اچھے شاعر ہو سکتے ہیں... اس طرح کی اور باتیں میں کرتا رہا کہ ذہن میں کچھ آ ہی جائے اور دوستوں کی محفل میں ''برجستہ شاعر'' کا خطاب بھی مل جائے... اور اس خیال میں کامیاب بھی ہوئے۔ (یا حقیقتاً ہم ''برجستہ شاعر'' واقع ہوئے ہیں) ''جو ذہن وہ عقل کو مدہوش کر دے''

''واہ! کیا کہنے'' احسن صاحب بالکل اچھل پڑے۔ آپ تو یقیناً کمال کے شاعر ہیں... اچھا آگے بھی سوچیے میرے معدے میں طوفان اٹھ رہا ہے۔'' ''آگے...؟ کیوں...؟'' ہم نے

یہ کیا معمہ بنا رکھا ہے بھلے لوگوں کو تنگ کرنے کا...'' میں نے شکایتی لہجے میں کہا اور نکل بھاگا۔ ویسے آپ شاید سوچ رہے ہوں کہ اتنے اچھے ادبی مضمون میں معدہ اور ہاضمہ وغیرہ کا کیا تذکرہ؟... تو جناب عالی! ہم شاعری کو نظامِ انہضام کا ردعمل ہی سمجھتے ہیں۔ دراصل شاعری لفظ ماخوذ ہے ''لاشعور'' سے اور لاشعور کہتے ہیں خالی معدے کی پکار یا وزنی معدے کی تکلیف کو... ''بس بھی کریے، میں تو لکھتے ہوئے ہی بور ہو گیا اور آپ ہیں کہ پڑھے جا رہے ہیں۔

اچنبھے میں سوال کیا۔ ''اجی... دوسرے مصرعے کو سن کر ایسا لگ رہا ہے کہ شاعر آگے بھی کچھ کہنا چاہتا ہے۔''

وہ...اے...اے... بوکھلاہٹ میں ہم نے دوبارہ ذہنی گردش شروع کی لیکن کچھ نہ بن پڑا۔ اس لیے کچھ اور ہی بنا بیٹھے! ''بات یہ ہے کہ...... آپ نے مصرعے پر غور نہیں کیا، ذہن وعقل مدہوش ہیں، بھلا مدہوشی میں بھی آدمی ڈھنگ سے سوچ سکتا ہے یا کہہ سکتا ہے۔ اس لیے آگے کچھ کہنا دوسرے مصرعے میں جو بات کہی گئی اس کے خلاف ہوگا۔'' ہم نے ایک ہی لے میں یہ بات کہی پھر گہری ٹھنڈی سانس لی... ''نہیں ... کچھ اور ...'' احسن صاحب نے بے اطمینانی ظاہر کی۔ اب ہم چونکہ برجستہ شاعر ہیں، بس یہی سوچتے ہوئے ایک اور مصرع کہہ بیٹھے... ''ستم ہے اس پری رو کی نگاہیں۔''

کی نظریں چار ہوں تو موت لازم''

''واہ واہ! بہت خوب۔۔۔کیا کہنے!''

احسن صاحب پھر اچھل پڑے۔ (اچھلنا محاورتاً کیونکہ آنجناب کا ڈیل ڈول اچھلنے کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔) ''جی... آگے کہیں۔۔۔'' غالباً شدت جذبات سے کہا گیا۔ ''کیا...؟؟ پھر آگے؟'' اس بار ہم نے سخت لہجہ اختیار کیا ... ''ارے جناب ... دوسرا ... مصرع ...'' احسن صاحب نے اٹکتے ہوئے کہا...

''خاک مصرع... اس میں سیدھے مرنے کا ہی تذکرہ ہے، پھر کیا آگے؟'' ہم نے مصنوعی غصے میں کہا اور اٹھ کے جانے لگے، البتہ جاتے جاتے زعم قابلیت ایک نصیحت کر بیٹھے: ''دیکھیے... ! ابھی شروعاتی معاملہ ہے تو عشقیہ شاعری نہ کیجیے، لوگ خواہ مخواہ شک کریں گے، اس کے علاوہ جو بھی ہو...'' ''ارے صاحب... ! ایک مزاحیہ شعر بھی بنایا تھا میں نے، البتہ معنیٰ مکمل ہونے کے لیے شاید ایک شعر اور لگے... یعنی کہ ... وہ... قطعہ غالباً...'' احسن صاحب نے جلدی سے کہا اور ہمارے معدے میں ہلچل سے مچ گئی۔ ''دیدنی ہے شکستگی دل کی کیا عمارت غموں نے ڈھائی ہے'' ''یہ تو میر کا شعر ہے۔'' ''جی ہاں ... اسی کی 'تکفین' کی ہے میں نے'' ''کیا ... ؟ تکفین ... ؟'' ''ہاں ... وہی جو ... کوئی مصرع لے کر کرتا ہے'' تب خیال آیا کہ جناب ''تظمین'' کی بات کر رہے ہیں۔ ''سنایئے'': ''دیدنی ہے شکستگی دل کی عمارت یوں تو 'بلڈوزر' نے ڈھائی'' ''تو یہ مزاحیہ شعر کہا آپ نے؟'' ''جی ہاں...'' جلدی سے کہا گیا... ''دیکھئے جناب! جہاں مزاح ہو وہاں طنز کا ہونا نہایت ضروری ہے، ورنہ آپ ایک اچھے ادیب یا شاعر نہیں ہو سکتے...'' ''پھر یہ 'طنز' کہاں تلاش کرتا پھروں؟'' 'طنز... ہم نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا: ''طنزیات بہت جگہ مل سکتے ہیں، غربت میں، سبزی فروش یا پھل فروش وغیرہ کے پاس، امیروں اور حکومتوں کی عیش و عشرت اور وحشیانہ پن میں، نوجوانوں کی بے راہ روی میں سماج کی مظلوم اور کچلی ہوئی جنس نازک میں بلکہ آپ کسی ایسے 'ناکام روزگار' کو پکڑیے جو 'گریجویٹ' ہو وہاں طنزیات کا پورا بوریا آپ کے ہاتھ آ جائے گا، اب طنز تلاش کیجیے پھر یہ قطعہ مکمل ہوگا۔' جناب... ایک... اور... ''قمر کا کھیل ستاروں سے آنکھ منچولی'' ''کیا...؟؟ آنکھ منچولی...؟'' ''وہ دراصل وزن بیٹھانے کے لیے آنکھ منچولی کہا ہے، میں نے اکثر اشعار میں اس قسم کی تبدیلی دیکھی ہے۔'' ''ٹھیک ہے... آگے...؟'' ہم نے قائل ہو جانے والا لہجہ اختیار کیا۔ ''آگے تو نہیں، ایک ہی مصرع بنایا ہے، آپ مکمل کر دیں۔'' ''جی دیکھیے جناب عالی... شروعاتی دور میں آپ مکمل شعر بنایئے، پھر کسی اچھے شاعر یا مجھ سے ہی اصلاح کروالیجیے...

طنزیات بہت جگہ مل سکتے ہیں، غربت میں، سبزی فروش یا پھل فروش وغیرہ کے پاس، امیروں اور حکومتوں کی عیش وعشرت اور وحشیانہ پن میں، نوجوانوں کی بے راہ روی میں سماج کی مظلوم اور کچلی ہوئی جنس نازک میں بلکہ آپ کسی ایسے 'ناکام روزگار' کو پکڑیے جو 'گریجویٹ' ہو وہاں طنزیات کا پورا بوریا آپ کے ہاتھ آجائے گا، اب طنز تلاش کیجیے پھر یہ قطعہ مکمل ہوگا۔'

یہ کیا معمہ بنا رکھا ہے بھلے لوگوں کو تنگ کرنے کا...'' میں نے شکایتی لہجے میں کہا اور نکل بھاگا۔ ویسے آپ شاید سوچ رہے ہوں کہ اتنے اچھے ادبی مضمون میں معدہ اور ہاضمہ وغیرہ کا کیا تذکرہ؟... تو جناب عالی! ہم شاعری کو نظامِ انہضام کا ردعمل ہی سمجھتے ہیں۔ دراصل شاعری لفظ ماخوذ ہے ''لاشعور'' سے اور لاشعور کہتے ہیں خالی معدے کی پکار یا وزنی معدے کی تکلیف کو... ''بس بھی کریے، میں تو لکھتے ہوئے ہی بور ہو گیا اور آپ ہیں کہ پڑھے جا رہے ہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے جعلی مقابلوں کا سلسلہ تھم نہ سکا۔۔۔سجاد احمد تانترے سمیت تین نوجوان شہید

بھارتی فوج کے ہمراہ این آئی اے کے چھاپے جاری۔۔درجنوں شہری گرفتار، تین نوجوانوں کو عمر قید کی سزا، کئی جائیدادیں ضبط، درجنوں کارکنوں پر فرد جرم عائد

ہمایوں قیصر

17 نومبر 2022ء۔۔ بھارتی ریاست اتر پردیش کی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ایک کشمیری طالب علم کو ایک میچ کے دوران بھارتی شہری نے سر پر بلا مار کر زخمی کردیا۔ بھارتی پولیس نے پیرا ملٹری اہلکاروں کے ہمراہ وادی کشمیر میں متعدد مقامات سری نگر، اسلام آباد اور کولگام اضلاع میں چھاپے مارے اور گھروں کی تلاشی لی۔ پولیس کی ٹیم نے صحافی وسیم راجہ، حکیم راشد مقبول اور مختار احمد بابا کے علاوہ ایڈووکیٹ ابو عادل پنڈت اور عام شہریوں، سجاد احمد شیخ، نذیر احمد شاہ اور سجاد احمد کرالیاری کے گھروں کی تلاشی لی۔ضلع اسلام آباد میں بھارتی پولیس کی طرف سے حریت رہنما قاضی یاسر اور صحافی قاضی شبلی کی مشترکہ رہائش گاہ پر بھی چھاپے مارے اور گھر میں موجود قیمتی سامان کی توڑ پھوڑ کی۔

18 نومبر 2022ء۔۔مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارت کے بدنام زمانہ تحقیقاتی ادارے این آئی اے نے جھوٹے الزامات کے تحت نظر بند پانچ کشمیری آزادی پسند کارکنوں کے خلاف فرد جرم عائد کی ہے۔جموں میں این آئی اے کی خصوصی عدالت میں کشمیری آزادی پسند کارکنوں عامر مشتاق گنائی، عدنان احسن وانی، عاشق حسین، غلام محی الدین اور فیصل منیر کے خلاف تعزیرت ہند، غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کے کالے قانون یو اے پی اے اور ہتھیاروں کی روک تھام کے ایکٹ کی مختلف دفعات کے تحت فرد جرم عائد کی گئی ۔ضلع کپواڑہ کے مژھل علاقے میں برفانی تودہ گرنے سے بھارتی فوج کے تین اہلکار ہلاک ہوگئے ۔مقبوضہ کشمیر میں گزشتہ ہفتے نامعلوم مسلح افراد کی فائرنگ میں زخمی ہونیوالا غیر کشمیری شخص سرینگر کے ایک ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔ضلع راجوری کے علاقے نوشہرہ میں ایک بائیس سالہ نوجوان کی لاش پراسرار طور پر برآمد کرلی گئی۔

20 نومبر 2022ء۔۔ضلع پلوامہ کے ایک 46 سالہ کاروباری شخص منظور وانی کی لاش جموں شہر کے مضافاتی علاقے باغ بہو میں پُراسرار طور پر ایک درخت سے لٹکی ہوئی پائی گئی۔ ضلع اسلام آباد میں کے علاقے بجبہاڑہ میں بھارتی فوج نے ایک جعلی مقابلے کا ڈرامہ رچا کر سجاد احمد تانترے ولد محمد مقبول تانترے ساکنہ شر پورہ کولگام کو گرفتار کرنے کے بعد فائرنگ کر کے شہید کردیا۔علاقے کے عوام نے بھارتی فوج کی اس ظالمانہ کارروائی کے خلاف احتجاج کیا۔ بھارتی فوجیوں نے گزشتہ روز بھی ضلع راجوری کے علاقے نوشہرہ میں فوجی آپریشن کے دوران ایک نوجوان کو شہید کردیا تھا۔ بھارتی فورسز نے سرینگر کے علاقے لاوے پورہ میں تین نوجوانوں کو گرفتار کر لیا۔ضلع بارہمولہ کے علاقے پٹن کے رہائشی تینوں نوجوانوں کی شناخت محمد اقبال دھوبی، رؤف احمد ڈار اور جاوید احمد کھانڈے کے ناموں سے ہوئی ہے۔

21 نومبر 2022ء۔۔ضلع بارہمولہ میں ایک عدم شناخت شخص کی لاش برآمد ہوئی ہے۔

22 نومبر 2022ء۔۔ضلع بانڈی پورہ کے گنڈبل علاقے میں تلاشی مہم کے دوران ایک خاتون سمیت چار کشمیریوں کو گرفتار کرلیا جن کی شناخت رکھ حاجن کے مصعب میر اور عرفات فاروق وگے، عمران مجید میر اور ثریا راشد کے طور پر ہوئی ہے۔ پولیس نے نوجوانوں اور خاتون کی گرفتاری کا جواز فراہم کرنے کے لئے انہیں مجاہدین اور ان کے معاون قرار دیا ہے۔ضلع جموں کے علاقے

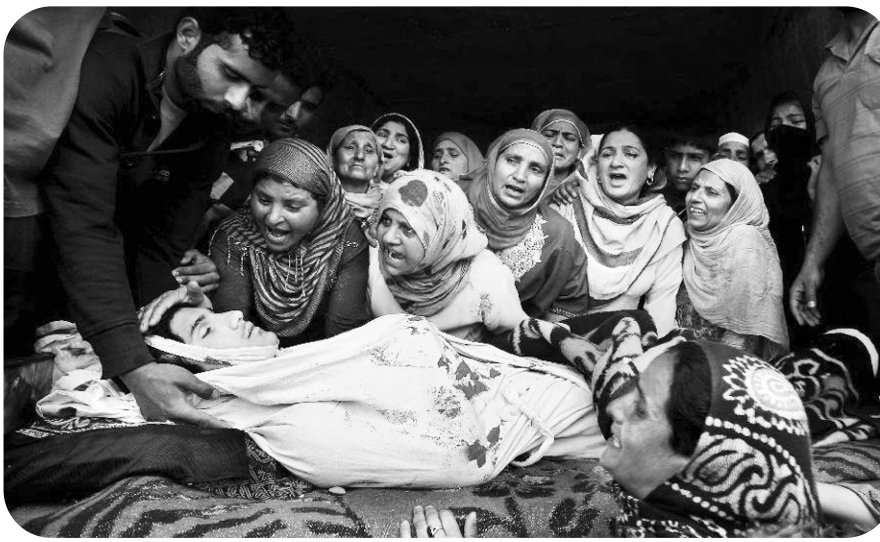

ارنیا میں بھارتی فوج نے ایک مجاہد کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

23 نومبر 2022ء۔۔ضلع ادھمپور کے علاقے کلدی میں ایک شخص کی پُراسرار حالت میں لاش برآمد کرلی گئی۔

24 نومبر 2022ء۔۔ضلع اسلام آباد کے علاقے لہنوان کے جنگل میں ایک شخص غلام لون کی لاش برآمد کرلی گئی۔

25 نومبر 2022ء۔۔ ریاستی تحقیقاتی ادارے ''ایس آئی اے'' نے سرینگر اور جموں وکشمیر کے دیگر علاقوں میں چھاپوں کے دوران روزنامہ کشمیر ریڈر کے چیف ایڈیٹر حاجی حیات سمیت متعدد صحافیوں کو گرفتار کرلیا۔کشمیر ریڈر کے چیف ایڈیٹر حاجی حیات کو ضلع پلوامہ کے علاقے پامپور میں ان کے گھر پر چھاپہ مار کر گرفتار کرلیا گیا۔انہیں سرینگر کے شیر گڑھی پولیس اسٹیشن لایا گیا جہاں ان سے تفتیش کی گئی۔ایس آئی اے نے دیگر صحافیوں بشمول سرینگر میں شوکت احمد اور ثاقب مگلو اور بڈگام میں اشفاق ریشی کو بھی گرفتار کیا اور ان کے موبائل فون، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ اور دیگر

دستاویزات قبضے میں لئے گئے۔

26 نومبر 2022ء۔۔ بھارتی پولیس نے سرینگر شہر سے ایک شہری 55 سالہ مشتاق احمد بٹ کو گرفتار کر کے لاپتہ کر دیا۔

27 نومبر 2022ء۔۔ضلع شوپیاں کے کانی پورہ علاقے میں ایک سڑک حادثے میں بھارتی پولیس کا ایک اہلکار ہلاک جبکہ دو زخمی ہو گئے۔

28 نومبر 2022ء۔۔ بھارتی پولیس نے ضلع بارہمولہ میں چار بے گناہ نوجوانوں کو گرفتار کر لیا۔ پولیس نے مشتاق احمد بٹ ، اشفاق احمد شاہ، عبدالمجید کمار اور عبدالرشید کمار نامی نوجوانوں کو ضلع کے علاقے سوپور میں تلاشی اور محاصرے کی ایک کارروائی کے دوران گرفتار کیا۔ پولیس نے گرفتار نوجوانوں کی غیر قانونی گرفتاری کا جوز پیش کرنے کیلئے انہیں ایک مجاہد تنظیم کا کارکن قرار دیدیا ہے۔

29 نومبر 2022ء۔۔ضلع سانبہ میں تربیت کے دوران بھارتی فوج کا ایک کپتان ندیش سنگھ یادو پُراسرار طور پر ہلاک ہو گیا۔

30 نومبر 2022ء۔۔ بھارتی تحقیقاتی ادارے نیشنل انویسٹی گیشن ایجنسی کی خصوصی عدالت کی طرف سے بیگناہ کشمیری نوجوانوں کو عمر قید کی سزا کے خلاف سرینگر کے پریس انکلیو میں احتجاج مظاہرہ کیا گیا۔ این آئی اے کی خصوصی عدالت نے پلوامہ اور اسلام آباد اضلاع کے رہائشی نوجوانوں سجاد احمد خان، بلال احمد میر، مظفر احمد بٹ، اشفاق احمد بٹ، معراج الدین چوہان کو عمر قید جبکہ تنویر احمد کو پانچ برس قید کی سزا سنائی ہے۔ضلع پلوامہ کے علاقے ترال کے رہائشی نوجوان معراج الدین چوپان کے اہلخانہ نے سرینگر میں احتجاجی مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ انکا بیٹا بے قصور ہے لہذا وہ اسکی رہائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ معراج الدین گزشتہ چار برس سے تہاڑ جیل میں بند ہے، وہ محنت مشقت کر کے اپنی چھ بہنوں اور معمر والدہ کی دیکھ بھال کر رہا تھا اور این آئی اے نے اسے جھوٹے مقدمات میں گرفتار کیا ہے۔

یکم دسمبر 2022ء۔۔ضلع رام بن کے بانہال علاقے میں ایک نوجوان رئیس احمد کو کرایہ کے گھر میں مردہ پایا گیا۔ بھارتی پولیس نے جموں وکشمیر مسلم لیگ کے قائمقام چیئرمین عبدالاحد پرہ کو گرفتار کر لیا۔ پولیس نے عبدالاحد پرہ کو ایک جھوٹے مقدمے میں بارہمولہ کی عدالت میں پیشی کے موقع پر گرفتار کیا۔

4 دسمبر 2022ء۔۔ضلع بارہمولہ کے گلمرگ علاقے میں بی ایس ایف اہلکار دھرمیندر شکوال اپنی ہی رائفل کی گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا۔

5 دسمبر 2022ء۔۔ بھارتی پولیس نے ضلع اسلام آباد میں ایک سینئر صحافی خالد گل کو گرفتار کر لیا ہے۔انہیں 2017 میں درج ایک پرانے مقدمے کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا ہے۔ خالد گل کئی سال تک مقبوضہ جموں وکشمیر کے سب بڑے انگریزی روزنامے ''گریٹر کشمیر'' کے ساتھ وابستہ رہے۔

7 دسمبر 2022ء۔۔این آئی اے نے ضلع پلوامہ کے علاقے پامپور میں ایک عام شہری غلام محمد نجار ساکنہ ڈنک محلّہ کھریو کا ایک مکان جھوٹے الزامات کے تحت ضبط کر لیا۔

9 دسمبر 2022ء۔۔سینٹرل جیل سری نگر میں بھارتی فوج کی حمایت یافتہ ''اخوان تنظیم'' کارکن مشتاق احمد ڈار ساکنہ پامپور پلوامہ دل دورہ پڑنے سے ہلاک ہو گیا۔یاد رہے یہ بھارتی فوج کی حمایت یافتہ اخوان تنظیم بھارتی فوج نے 1990 کی دہائی میں تحریک آزادی سے وابستہ کشمیریوں کی ٹارگٹ کلنگ کے لیے قائم کی تھی۔ بھارتی ریاست اتر پردیش کی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایک کشمیری طالب علم لاپتہ ہو گیا ہے۔لاپتہ طالب علم کی شناخت مسرور عباس میر کے نام سے ہوئی ہے، جس کا تعلق جموں وکشمیر کے ضلع بارہمولہ کے علاقے سوپور بوہری پورہ سے ہے۔

11 دسمبر 2022ء۔۔جنوبی ریاست کرناٹک کے دارالحکومت بنگلور کے یشونت پور ریلوے اسٹیشن سے ایک کشمیری طالب علم لاپتہ ہو گیا ہے۔ضلع بارہمولہ کے علاقے بجہامہ کا انجینئرنگ کالج کا طالب علم عاقب جاوید 30 نومبر سے لاپتہ ہے۔

12 دسمبر 2022ء۔۔ضلع پلوامہ میں ایک سڑک حادثے میں بھارتی پولیس کا کانسٹیبل ہلاک ہو گیا ہے۔

13 دسمبر ,2022 مقبوضہ کشمیر میں بھارتی پولیس نے 8 بے گناہ کشمیریوں کے خلاف درج جھوٹے مقدمے میں چارج شیٹ دائر کر دی ہے۔ پولیس نے اپنی چارج شیٹ میں ان نوجوانوں کو رواں سال کے شروع میں ایک بارودی سرنگ کی برآمدگی سے متعلق ایک جھوٹے کیس میں پھنسایا ہے۔ضلع پلوامہ کے بنڈزو میں ایک بے گناہ کشمیری نوجوان کو گرفتار کر لیا۔نوجوان کو جس کی شناخت یاور بشیر ڈار کے طور پر ہوئی ہے، پولیس نے نوجوان کی گرفتاری کا جواز پیش کرنے کے لئے اس کو ایک مجاہد تنظیم کا رکن قرار دیا ہے۔

14 دسمبر 2022ء۔۔ بھارتی پولیس کے خصوصی تحقیقاتی یونٹ (ایس آئی یو) نے ضلع اسلام آباد کے علاقے بجبہاڑہ میں مختلف مقامات پر چھاپے مارے۔ایس آئی یو کے اہلکاروں نے حریت کارکنوں شہباز احمد اور سبزار احمد گنائی کے گھروں پر چھاپے مارے۔شہباز احمد کے گھر پر بج بہاڑہ کے علاقے واگہامہ جبکہ مرہامہ حلیم پورہ میں سبزار احمد گنائی کے گھر پر چھاپہ مارا گیا۔ایس آئی یو اہلکاروں نے چھاپوں کے دوران خواتین اور بچوں سمیت مکینوں کو سخت ہراساں کیا۔

☆☆☆